کلام الامام امام الکلام
الحمد للہ کہ کتاب از تصنیفات جناب امام فن طرۂ کتاب سید
محمد ابو المنصور صاحب الموسوم بہ
تصحیح التاویل
درجواب تفسیر مکاشفات مصنفہ پادری عمادالدین صاحب پادری صاحب
کی تفسیر کے لکھی گئی
در مطبع نصر المطابع دہلی
مطبوع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

رَبِّ قَدْ آتَیْتَنِی مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِی مِنْ تَأْوِیلِ الْأَحَادِیثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِیِّی فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِی مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِی بِالصَّالِحِینَ والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله وأصحابه أجمعین

حمد حد سی زیاده اوس عالم الغیب والشهاده کو که جسنی مجهه جیسی هیچکاره کو عطای امتیاز توضیح و تاویل فرمایا اور بیشمار درود اوس نبی امّی کو جسنی علما امتی کا نبیای بنی اسرائیل فرمایا

قادرا بیرون ز فهم اسرار تو — حیرت افزا در نظرها کار تو
کور را هادی صد بینا کنی — بیخرد را بوعلی سینا کنی
ماهرویان شایق دید بلال — قاریان محو اند بر بانگ بلال
خارکش را تاج سلطانی دهی — مور را تخت سلیمانی دهی
امّی را وحی خوان خاص کرد — مقتدای مرسلان خاص کرد

اما بعد عبده سیّد محمد ابو المنصور ابن جناب عظمت مآب سیّد محمد علی صاحب مغفور ابن جناب کرامت مآب سیّد فاروق علی صاحب قدس سره نی اندنون تفسیر مکاشفات مصنفه پادری عماد الدین مطبوعه ۱۸۸۶ء کو جو پادری الیٹ صاحب کی تفسیر پر لکهی گئی دیکها چونکه وه کتاب صرف مسیحی مذهب والون سی علاقه رکهتی هی اسلیئی اوسکی به ساری نادرستیان ظاهر کرنا غیرضروری جانکر اوسکی از بسیاری صرف بعض مقامات کی توضیح پر

اکتفا لیا گیا اور اسکا نام تصحیح التاویل رکھا اس کتاب کے ملاحظہ سے پیشتر ہی تعجب تھا
کہ پادری صاحب نے اوسکی تفسیر صحیح کیا لکھی ہوگی جس کا متن المعنی فی بطن المصنف سب
جانتے ہین یعنی وہ ایک ایسا ٹاٹ دیا ہے کہ جسکی شرح جو چاہے اپنی خواہش کے موافق لکھ سکتا ہے
لیکن بعد ملاحظہ تفسیر مذکور کے ثابت ہوا کہ پادری صاحب نے اس باب مین بھی اوسکی ابتدا سے
باب تک مین کامیابی یقین حاصل کی بلکہ جسطرح مصنف کتاب مکاشفات نے اوسکی
تصنیف کیوقت نجانا کہ مین کیا کہتا ہون اسیطرح اس مفسر کتاب مکاشفات نے بھی
اوسکی تفسیر کیوقت نجانا کہ مین کیا کہتا ہون بہرحال اس صفت مین جو یہ تفسیر اوس
کتاب کے نہایت مطابق ہوئی اور چونکہ بعضون کے قول کے بموجب وہ کتاب سرنتھس ملحد
کی تصنیف ہے اب اوسکے اس مفسر کا عقیدہ بھی دیکھا چاہیئے کہ کیسا ہوگا سرنتھس کا
عقیدہ کتاب انعام عام مین معتبر تصانیف علماء نصاریٰ سے لکھ چکا ہون یعنی وہ
کہتا تھا کہ مسیح کے ظاہر ہونیسے پیشتر وہ بزرگ خدا جو سب سے بڑا ہے بالکل نامعلوم تھا
اور بڑی بڑی روحون کے ساتھ بلند ترین آسمان پر جسکا نام پلیروما ہے رہا اور اوس بزرگ
خدا نے پہلے پہل بیٹا پیدا کیا الخ ۔ یہان سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کی ازلی اور قدیمی
پیدایش سے پیشتر خدا بڑی بڑی روحون کے ساتھ بلند ترین آسمان پر رہتا تھا مطلب
یہ کہ حضرت عیسیٰ سے پیشتر خدا کے ساتھ اور بہت سی روحین تھین اور پادری صاحب
بھی اس تفسیر کے صفحہ ۶ سطر ۱۴ مین ایک روح القدس کو کہ جسکے وسیلے حضرت عیسیٰ
دنیا مین پیدا ہوئے (لوقا ۱ باب ۳۵) سات روحین لکھتے ہین اور عجب ہے کہ باپ اور بیٹا
اور روح القدس یہ تینون ملکر عیسائی عقیدہ مین ایک خدا کہلاتا ہے اور یہان
ان تینون مین سے ایک روح القدس سات روحین ہوگیا اور اس حساب سے سبعہ
سیارہ کے ساتھ راس و ذنب کو شامل کرکے ایک فلک الافلاک گویا یہی وحدہ
لاشریک ہے کیونکہ ساتھ روح القدس اور ایک اب اور ایک ابن یہ سب نو ہوئے اور سوا

کامل تثلیث اسکو کہتے ہین کہ جسکی کوئی صحیح تقسیم سوا تین کے نہو سکی اور اوسکا ہر جزو
منقسم تین کے شمار سے کم و زیادہ نہو اور شعراء فارسی و اردو کا عقیدہ جو آسمان کو خدا
کہتے ہین پادری صاحب مین بہی پایا گیا گویا یہ عیسائی ایمان ایک شاعرانہ مضمون
ظاہر ہوا یا یہ کہ آتش پرستون کے مذہب مین یہ عام عقیدہ ہی کہ ہرمزنی جو خالق تمام
موجودات کا ہے سب سے پیشتر نورانی سات روحین پیدا کین جو بادشاہان آسمان اور
امشا سپندان کہلاتے ہین اور انکے بعد یزدان کو اور اوسکے بعد تمام مخلوقات کو پیدا کیا
جیسا کہ پادری فانڈر صاحب نے بہی طریق الحیات مین بصراحت ذکر کیا ہے پس ان سات
روحین قدیم کہین سے معلوم کرکے پادری صاحب نے آتش پرستون کی تقلید مین روح القدس
کو بہی سات روحین لکہدیا واہ پادری صاحب آپکو آتش پرستون سے کیا کام کیا انجیل
آپکے لیئے کافی نتہی چونکہ کرنتہس کے حال مین جسکی طرف اس کتاب مکاشفات
کی تصنیف کا بعضون کو گمان ہے لکہا ہے کہ کرنتہس پہلے پابند شرع موسوی یعنی
یہودی تہا پہر عیسائی ہوکر اوسنے اسکندریہ مین علم فلاسفہ وغیرہ تحصیل کیا اور عیسے
مسیح کی تعلیمون مین وہمی اور خیالی باتین اور یہودیون اور گناستیون کی غلط باتونکو
ملا کر چاہا کہ ایک نیا طریق مقرر کرے (مفتاح الکتاب مطبوعہ ۱۸۶۲ع صفحہ ۱۵۲) ایسے ہی
پادری صاحب بہی پیشتر پابند شرع محمدی یعنی مسلمان تہے پہر عیسائی ہوکر مشن مین علم فلاسفہ
وغیرہ تحصیل کیا اور مسیحی تعلیمون مین کرنتہس کی تعلیمون اور شاعرانہ مضمونون وغیرہ
کو ملا کر چاہا کہ ایک نیا طریق مقرر کرین اب اوس آیت کو بہی دیکھنا چاہیئے جسکی تفسیر مین
پادری صاحب نے روح القدس کو سات روحین لکہا ہے (مکاشفات ا باب ۴) اون
سات کلیسیاؤنکو جو ایشیا مین ہین فضل و سلامتی تمپر ہووے اوسکیطرف سے جو ہی اور جو
تہا اور جو آنیوالا ہے اور اون سات روحونسے جو اوس تخت کے حضور مین ہین انتہی
واضح ہو کہ ایشیا کوچک کے سات شہرون مین جسکو ایشیا مینر اور نواحی صوبہ بہی کہتی ہین

سات کلیسائین بہت مقدس اور حضرات حواریون رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قایم کی
ہوئی تھین اونھین ساتون کلیساون کے خادمان دین کے نام اس کتاب مکاشفات
مین سات خطوط لکھے گئے اور چونکہ وہ ساتون کلیسائین ابتداً حضرات حواریون
کی تعلیم کے بموجب عقیدہ رکھتے تھین اونکو خدا نے بہت ممتاز کیا تھا نہ صرف اون
کلیساؤنکو بلکہ اون شہرون کو بھی جنمین وہ کلیسائین تھین اور وہ بنا جو حضرات حواریون
کے ہاتھ کی ڈالی ہوئی تھی خدا خود اوسکا محافظ ہوا یہی سبب ہے کہ جب اون جماعتون
مین بسبب شمول بعضے بت پرست یونانیون اور بے ایمان ہمسایون کے فتور عقیدہ
ظاہر ہوا اور حقیقی مسیحی ایمان اونمین باقی نرہا تب ہی خدا نے اون مقدس مقامونکو
بت پرستون کے حوالہ ہونے نہ دیا بلکہ بمفحواے قُل جَاءَ الحَقُّ وَمَا يُبدِئُ البَاطِلُ
وَمَا يُعِيدُ اون ساتون مقامونکو مسلمانون کے سپرد کیا چنانچہ وہ ساتون کلیسائین
جنکی یہ عظمت مذکور ہے سب کے سب طور سینا و بیت المقدس و حبرون و انطاکیہ کیطرح
سلطنت استنبول کے متعلق ہین گویا یہی سچا عقیدہ جو مسلمانونکا ہے اون پاک مقامونمین
خدا کے حضور جاری رہنے کے قابل سمجھا گیا یا یہ کہ جو عقیدہ حضرات حواریون نے
اون جماعتون کو تعلیم فرمایا تھا خدا نے اپنے اون برگزیدون کی خاطر سے چاہا کہ قیامت
تک اونکی کوششون کا نتیجہ باقی رہے پس بعد زوال ایمان اون قدیم عیسائی
جماعتون کے خدا نے وہی مقبول عقیدہ جو حضرات حواریون کا تھا اہل اسلام کے
وسیلہ اون شہرونمین قایم رکھا اور عجب یہ کہ اون سات کلیساؤن مین سے ایک
دو کلیسا بھی نصرانی تصرف مین نرہی کیا ممکن نتھا کہ ایک دو کلیسا بھی اسلامی
تسلط سے باہر رہجاتی کیونکہ سوا دو مقامون کے اون سب مقامونمین منزلون کا
فاصلہ ہے اسجگہہ زیادہ اس بیان کی گنجایش نہین ہے کتاب گلدستہ شام وسیاحت
مین اونکا سب حال مفصّل مرقوم ہے اون سات کلیساؤنکو سات روحون سے جو

خدا کے تخت کے حضور ہین سلام بھیجا گیا جن سات روحونکو پادری صاحب نے روح القدس بنایا اور اوسکا ثبوت کچھہ بھی نکرسکے واضح ہو کہ انجیلی محاورہ مین سات سی اگرچہ صرف سات بھی بعض جگہہ مراد ہے مگر اکثر جگہہ سات سی مراد کثرت چنانچہ اسی کتاب مکاشفات کے ۱۰ باب ۳ مین ہے کہ سات گرجون نے اپنی آوازین دین انتہے یہان سات کے عدد سے کچھہ بھی علاقہ نہین ہے بلکہ اس سے مراد بیشمار گرجین اسیطرح مکاشفات اباب ۴ مین سات روحون سے بھی بیشمار روحین مراد ہے۔

پہر صفحہ ۱۲۳ مکاشفات ۳ باب ۳ کی تفسیر مین پادری صاحب لکھتے ہین کہ خداوند سارڈیس کی کلیسیا کے خادم دین سے کہتا ہے توبہ کرو اگر ایسا نکروگے تو مین پہر اپنے غضب کے ساتھہ آؤنگا جیسے غفلت کی حالت چور آتا ہے پہر اوسوقت بالکل اسطرح برباد ہو جاؤگے اور توبہ کی مہلت نرہیگی کیونکہ میرا دستور ہے کہ شریر کی شرارت کو نیست کردیتا ہون انتہے **اقول** اب غور کرنا چاہیے کہ جب شریر کی شرارت کو نیست کردیا تو شریر کو کیا سزا ملی حالانکہ وہان آیت مین سزا دینے کا وعید ہے پہر صفحہ ۱۲۳ مکاشفات ۱۹ باب ۳ کی تفسیر مین پادری صاحب فرماتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہنگامہ کے وقت مسیح آویگا اور بدکارونکو ایکدم سے نیست کریگا انتہے چونکہ سارڈیس کے کلیسیا بلکہ اون ساتون کلیسیا والونکا نیست ہونا اور وہان اسلام قایم ہونا مکاشفات کی ان آیتون سے ثابت ہوتا ہے اسلیے ۳ باب ۳ کی تفسیر مین اون عیسائیون کا نیست ہونا پادری صاحب بیان کرسکے صرف اونکی شرارت کا نیست ہونا بیان کیا مگر یہ صریح جھوٹھہ تھا کیونکہ وہ سب عیسائی تو فی الحقیقت نیست ہوگئے یہی سمجھہ کر پادری صاحب نے صفحہ ۱۲۳ مین بدکارونکا نیست ہونا صاف صاف بیان کردیا لیکن خلاف ضابطہ تصنیف ایک قول مخالف دوسرے کے لکھنے مین پادری صاحب سے احتیاط نہوسکی —

۹ [illegible]

پہر صفحہ ۳۲ مین مکاشفات باب ۴ کے تفسیر لکھے ہے کہ خدا کے تخت کے اردگرد جو
یوحنا نے ۲۴ تخت دیکھے اونمین سے بارہ تخت تو وہ تھے جنکا ذکر متی ۱۹ باب ۲۸
مین لکھا ہے یعنی وہ بارہ شاگردون کی تخت جو مسیح کے ساتھہ ازل سے تخت نشین
ہوچکے ہین باقی بارہ اسرائیل کے بارہ سبطون کے تخت ہین جو پورانی عہدنامہ کی بنیاد
ہین انتہے **اقول** مگر بارہ حواریون کا شمار شخصی تو موجود ہے اور اسرائیلی بارہ
سبطون کا ذکر مجمل کر گئے کہ اون لاکہونمین سے کون بارہ شخص تخت نشینی کے قابل
ٹہیرے حالانکہ مکاشفات ۷ باب مین اونکا شمار ایکسو چوالیس ہزار لکہا ہے یعنی
ہر اسرائیلی فرقی مین سے بارہ ہزار اگر کوئی کہے کہ قیامت تک جو اونمین سے عیسائی ہونگے
اونکا یہ شمار ہے تو اوسی پہلی ثابت کرنا چاہیے کہ بارہ فرقی بنی اسرائیل کے اب دنیا
مین کہان ہین کیونکہ ساڑہے نو فرقی اسرائیلی تو سات سو اکیس برس پہلے حضرت عیسی
سے مفقود ہین اور دنیا مین کہین اونکا پتہ نشان نہین ہے صرف ڈہائی فرقی باقی
ہین اسکے سوا متی ۱۹ باب ۲۸ مین تو لکھا ہے کہ جب نئی خلقت مین ابن آدم اپنے
جلال کے تخت پر بیٹہے گا تم بھی بارہ تختون پر بیٹہو گے اور اسرائیل کے بارہ گروہون
کی عدالت کروگے انتہے لیکن اوسوقت جبکہ حضرت عیسی نے یہ فرمایا یہودا اسکریوطی
اون بارہ مین شامل تھا حالانکہ اس منصب سے گر گیا (اعمال ۱ باب ۲۵) اور مشکل یہ ہے کہ
پولوس رسول جنکی تصنیف کا بڑا حصہ مجموعہ اناجیل ہے اونکے واسطے کوئی تخت تجویز نہ
ہوا اگر غیب دانی کے ساتھہ یہ ارشاد ہوا ہوتا تو پولوس مقدس کا ذکر بھی ضرور آتا مگر مفسر
صاحب نے اس سی بھی زیادہ غلطی کی جو فرماتے ہین کہ بارہ شاگردون کے تخت جو
مسیح کے ساتھہ ازل سے تخت نشین ہوچکے ہین حالانکہ حضرت عیسی نے فرمایا کہ
تم بھی بارہ تختون پر بیٹہو گے کیا پادری صاحب نے اسطرح سمجھے کہ ازل مین بیٹہو گے
واہ حضرت کیا خوب متی ۱۹ باب ۲۸ کا آپنے حوالہ دیا اور انجیل کا مطلب نہ سمجھتے ہو

اگر آپ اسکی یہ تاویل کرین کہ جو حضرت عیسٰے پر ایمان لائے وہ سب ازل سے خدا کے چُنے ہوئے تھے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ خدا کے چُنے ہوؤنکی طرف یہ خطرہ نہین ہو سکتا ہے کہ وہ پھر برگشتہ ہو جاینگے حالانکہ یہوداہ اسکریوطی ایسا ہی نکلا بلکہ یسوع نے بارہون کو کہا کیا تم بھی چاہتے ہو کہ چلے جاؤ (یوحنا ۶ باب ۶۷) یعنی برگشتہ ہو جاؤ۔ دوسری خطا پادری صاحب کی اس آیت کی تفسیر مین یہ ہوئی کہ حضرت یوحنا حواری جنہین مصنف مکاشفات پادری صاحب سمجھتے ہین وہ تو اسوقت زندہ تھے اونکے واسطے بھی قبل از مرگ واویلا پادری صاحب نے تخت قایم کر دیا۔ تیسری خطا پادری صاحب سے یہ ہوئی کہ مکاشفات سے نہ ثابت کر سکے کہ یوحنا نے اپنے تخت کا کس جگہہ ذکر کیا ہے اور جب یوحنا نے یہ ذکر نہین کیا جو اوسوقت دیکھ رہے تھے تو پادری صاحب کو یہ مکاشفہ کہان سے ہوا جو یوحنا کا تخت پہچان لیا۔ چوتھی خطا پادری صاحب سے یہ ہوئی کہ مکاشفات ۱۱ باب ۱۶ کو نہ دیکھا جہان لکھا ہے کہ چوبیس بزرگ جو اپنے اپنے تخت پر خدا کے حضور بیٹھے تھے مُنہ کے بل گرے اور خدا کو سجدہ کیا انتہے۔ حالانکہ یوحنا رسول تو صرف دیکھا کیئے نہ مُنہ کے بل گرے نہ سجدہ کیا اگر حضرت یوحنا رسول یا اونکے روح مبارک اون تخت نشینون مین ہوتے تو ضرور تھا کہ سب کے ساتھہ یہ بھی سجدہ کرتے۔ پانچوین خطا پادری صاحب سے یہ ہوئی کہ سیاق عبارت متن کو بھی نہ پہچانا کیونکہ مکاشفات مین اون چوبیس بزرگون کا عظمت کے ساتھہ ذکر ہے اگر حضرت یوحنا رسول اپنا بھی اونمین شمول معلوم کرتے تو ضرور اپنے ذکر مین اور انکی بنسبت کچھہ تفاوت ظاہر کر دیتے پادری صاحب کو مناسب تھا کہ جسطرح چار جاندارونکا (مکاشفات ۴ باب ۶) کچھہ حال صحیح نہ لکھہ سکے اگرچہ وہان بھی طبع آزمائی سے نچوکے اسیطرح ان چوبیس بزرگون کی تفصیل مین بھی جرات نکرتے کیونکہ یہ سب خواب و خیال ہے مصرع جو کہ دیکھا خواب تھا جو کچھہ سُنا افسانہ تھا۔

پہر صفحہ ۷۲۳ مین مکاشفات ۶ باب کی تفسیر مین پادریصاحب لکھتے مین کہ گہوڑا
سلطنت روم کا نشان ہے کیونکہ اونکا دیوتا مریخ گہوڑے پر سوار ہوکر اونکی فوج
کے ہمراہ ہوا کرتا اور اوسکی تصویر وہ لوگ رکہتے تہے سفید رنگ صلح کا نمونہ
تہا انتہے اقول آیت یہ ہے کہ ایک نقرہ گہوڑا اور جو اوسپر سوار تہا کمان
لیئے تہا اور ایک تاج اوسے دیا گیا اور فتح کرتا اور فتحمند ہونیکو نکلا انتہے اگر گہوڑا
رومی دیوتا کا ہمرنگ ہے سوار کے تہا اور ضرور یہی ہے کہ مریخ کا گہوڑا اوسکے
ہمرنگ کا ہو تو سب جانتے ہین کہ مریخ کا رنگ سُرخ ہے کیونکہ نجومیونکی اصطلاح مین
مریخ جلاد فلک کہلاتا ہے اوسے صلح سے کیا علاقہ اسکے سوا آیت مین تو اوسکی
فتحمندیکا ذکر ہے کیا صلح مین بہی کہین فتح ہوتی ہے یہ تفسیر تو پادریصاحب سے
کچہہ بہی نہ بن پڑی قطع نظر اسکے رومیون کی فوج کے نشانون پر تو عقاب کی
تصویر ہوتی تہی جیسا کہ ہنری وہارن واسکاٹ وغیرہ نے صفائی سے اسکا ذکر
کیا ہے اور روم کی سب تواریخون مین یہی مذکور ہے اگر رومیونسے یہان غرض
ہوتی تو ضرور ہے کہ عقاب کا نام آتا جسے سب دیکھتے تہے اور مریخ دیوتا کو
کون دیکھتا تہا - پہر یہ کہ آیت مین تو کسی انسان کا ذکر ہے جو نقرے گہوڑے پر
سوار تہا اور تاج اوسے دیا گیا اور وہ فتح کرتا تہا مریخ ملکونکو فتح کرکے کیا کریگا
اور اگر کسی رومی بادشاہ کا یہان ذکر ہے تو پادریصاحب کو یہ ثابت کرنا تہا
کہ اوسکا نقرہ گہوڑا مشہور ہے جیسے سکندر کا گہوڑا بیوقی فیلس اور خسرو کا شبدیز
وغیرہ اور فتحمندی بہی اوسکی کسی تخصیص کے ساتہہ ثابت کرتے یون تو فیلس اور
اور بہی غیر نے کیا کم فتحمندی حاصل کی تہی اور باوجود اسکے صلح کا ثبوت بہی صحیح
طور پر پہنچاتے اور جب یہ کچہہ بہی نکر سکے تو تفسیر کیا لکہنے بیٹہے تہے -
(صفحہ ۷۲۴) مکاشفات ۶ باب کی تفسیر مین پادریصاحب لکہتے مین یعنی بہی تم

اپنا ضرر تمام خشکی و تری اور اونکے باشندون پر جاری نکرو جبتک کہ ہم برگزیدونکے ماتھون پر مقبولیت کی مہر نکرلین انتہے **اقول** لیکن مکاشفات باب ۷ مین اونکا شمار جو کہ بارہ اسرائیلی فرقے ہین ایکسو چوالیس ہزار لکھا ہے یعنی ہر فرقے مین سے بارہ ہزار اور اسکی تفسیر مین پادریصاحب فرماتے ہین کہ ظاہر ایسا ہے کہ اوس عہد کی یہودیون مین سے جو ایماندار رہتے بارہ بارہ ہزار چُنے گئے نہ انکہ قیامت تک انتہی یہان دو غلطیان پادریصاحب سے ہوئین ایک یہ کہ اوس عہد کو صاف نہ بتایا کہ حضرت عیسٰی کے دنیا مین تشریف رکہنے کا عہد یا اوس سے قبل کا عہد اور دونون حالتونمین اس قول کی نامعتبری ظاہر ہے حالت اوّل مین اسرائیلی بارہ فرقے موجود ہی نتھے بلکہ اوس سے سات سو اکیس برس پیشتر اونمین سے ساڑہی نو فرقے مفقود اور اسرائیلی جماعت سے نابود ہو چکے تہے صرف ڈہائی فرقی یہودیہ کے باقی تہے اور دوسری حالت مین جو کہ قبل زمانہ حضرت عیسٰی تہے ایک یہودی بہی عقیدہ تثلیث کو جانتا تک نتہا پس عیسائی ایمان مین برگزیدہ وہ کیونکر ہو گئے اور اگر وہ برگزیدے تہے تو اونکے بعد کے یہودی کیون برگزیدگی سے محروم رہے خاصکر وہ یہودی جو سات سو اکیس برس تک قبل زمانہ حضرت عیسٰی کے تہے اگرچہ اوسوقت بارہ فرقے نتہے اور اسنسے بہی زیادہ اون یہودیون پر افسوس ہے جو قیامت تک مسیحی مذہب مین شامل ہوتے جائینگے کیونکہ پادریصاحب اونہین برگزیدونمین شامل نہین کرتے ہین۔

(صفحہ ۴۴) مکاشفات، باب ۹ بعد اوسکے مین نے نظر کی اور دیکہو ہر قوم اور سب فرقون اور لوگون اور زبانون مین سے ایک ایسی بڑی بہیڑ جسے کوئی شمار نہین کر سکتا سفید جامے پہنے اور خرمے کی ڈالیان ہاتہونمین لیئے ہوئے تخت کے آگے اور برہ کے حضور کہڑی تہی انتہے **تفسیر** بعد اوسکے ایک بڑی بہیڑ غیر قومونکے

برگزیدون کے یوحنا کو دکہائی گئی جسکا شمار کوئی نہ کرسکا اور اونکے مدارج بہی کہلائے
گئے کہ سفید پوشاک جو گناہون کی معافی سے اشارہ ہے اور خرمے کی ڈالیان
اونکے ہاتہون مین تہین اور خدا اور برہ کے حضور اونکو قیام تہا انتہے **اقول**
کاش کہ پادریصاحب کو خدا ہی عاقبت کہ خوشی کی تلاش ہوتی اور ایکدم ہی
ناانصافی اونکا پیچہا چہوڑتی تو کیا ایسی واضح خبرین اپنی ہی کتابون مین دیکہکر
پہر انتہا کی مصیبتون مین بہی اسلام کی نعمت کو ہات سے جانے دیتے سب
جانتے ہین کہ یہ صریح ذکر مسلمانونکا ہے جو ہر قوم اور ہر ملک سے حضرت پیغمبر
عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین اور اہل عرب کے ایمان مین شریک ہوکر
خرمے کی ڈالیان یعنی نشان اسلام اور پیروی حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنے پاس رکہتے ہین وہی خدا کے مقرب اور اوسکے تخت کے حضور کہڑے ہونے
کے لایق ٹہرینگے کیونکہ خرمے صرف عرب ہی کے مشہور ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی
انہین برگزیدونکے معاون اور حامی ہونگے کیونکہ صرف مسلمان ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی نبوت کا اقرار اپنا ایمان جانتے ہین اور برہ کا لفظ اس آیت مین غالباً کسی علامت
مشہور کے بموجب لکہا گیا جسطرح ہر شخص کو کسی خاص شہرت کے ساتہہ پکارتے ہین
خواہ وہ بات اوسمین ہو یا نہو جیسے انگریز سب ہندوستانیون کو کالا آدمی کہتے
ہین اگرچہ اکثر اونمین انگریزون سے زیادہ گورے ہین اسیطرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
جو یہودیون نے بزعم خود صلیب دلوائی اگرچہ حضرت مصلوب نہین ہوئے مگر اونکا
یہ لقب مشہور ہوا اور برہ سے عیسائی محاورہ مین مراد یہی ہے —

(**صفحہ ۴۹ و ۵۰**) مکاشفات باب ۱۷ کی تفسیر مین پادریصاحب لکہتے ہین کہ
اڈوالیستر نے اپنا پائے تخت روم کو نرکہا - بلکہ استنبول شہر مین اوسنے اپنا پائے تخت
بنایا الخ **اقول** اسکے بعد پادریصاحب نے املا امیر کا مفسد ۱۴۵۳ع تک اور ۱۵۶۶ع

سنہ ۱۲ تک اڈوا سیر کا جہگڑا اور فساد لکہا ہے حالانکہ یہ سب جہوٹ ہی اصل یہ
ہے کہ تہیوڈوسس نے جو سنہ ۳۹۵ مین مرا اپنے دو بیٹون ارکدیوس و ہنریوس پر
سلطنت روم کو مشرقی اور مغربی دو حصہ کرکے بانٹ دیا تہا اور مشرقی سلطنت یہی
استنبول ہے اسکے سوا اٹیلا سنہ ۴۵۳ء مین تہا اور اڈواسیر سنہ ۴۷۶ء مین تہا دیکہو
تواریخ روم مصنفہ گولڈ اسمتہ آف پناکس اور مرتبہ ویکر مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۵۴ء صفحہ
۵۲۹ معلوم ہوتا ہے کہ پادریصاحب نے کہین سے سنی سنائی یہ باتین لکہدی ہین
اور ایسے واقعے تو اوس زمانہ مین ہر صدی مین ہوتے رہے چوتہی اور پانچوین
صدی وغیرہ کے لیئے خصوصیت کیا ہے میں کہتا ہون کہ سنہ ۴۱۰ء سے بڑا واقعہ
روم کے لیئے اور کیا ہوگا کہ اٹلی کے بادشاہ نے اوسکا بالکل خاتمہ کردیا

مکاشفات ۹ باب کی تفسیر

(صفحہ ۱۵) پہلی آیت کی تفسیر مین پادریصاحب فرماتے ہین کہ اس ستارے سے
مراد محمد صاحب ہے جسکو اتہاہ کنوئی یعنی دوزخ کی کنجی دی گئی ہے تمام مفسر اسبات پر
متفق ہین کہ بیشک یہ خبر محمد صاحب کی ہے اور اس مطلب پر ہمارے پاس دو دلیلیں
ہین اول آنکہ چہٹی صدی تک کی پیش خبریان ترتیب اوپر مذکور ہوگئین ہین ضرور
اوسی ترتیب کے موافق یہ ساتوین صدی کی پیشگوئی ہے اور محمد صاحب کا ظہور
حضرت مسیح سے ۶۱۰ برس بعد ہوا تہا یعنی شروع ساتوین صدی مین پس ضرور یہ
خبر اوسی شخص کی ہے ۔ دویم آنکہ علامات ابتدا ایسے موقع پر ہین کہ سب کے سب اوسی
محمد صاحب مین پائی جاتے ہین جلنسے زیادہ تر یقین ہوتا ہے کہ یہ خبر کلام الٰہی مین
پیشتر سے اوسکے حق مین لکہی ہے انتہے ۔ **اقول** پادریصاحب نے اسجگہ
خوب ہی مہذب محاورہ کو استعمال فرمایا ہے تاکہ مشن کے اور پادری صاحبونکو
یقین ہوجائے کہ پادری عماد الدین سچے عیسائی ہین وہ آیت مکاشفات کی یہ ہے

اور پانچوین فرشتے نے نرسنگا پھونکا اور مین نے ایک ستارہ جو آسمان سے زمین پر
گرا تھا دیکھا اور اوسکو اتھاہ کنوئین کی کنجی دی گئی انتہے - پادریصاحب نے اسجگہہ
اتھاہ کنوئین سے مراد دوزخ اور ستارہ سے مراد حضرت پیغمبر اسلام صلعم بیان کیا
لیکن حضرت عیسیٰ جب پیدا ہوئے تب بھی پورب کے مجوسیون نے ستارہ ہی دیکھا تھا
(متی ۲ باب ۲) اور پادریصاحب نے حضرت عیسیٰ کو صبح کا ستارہ لکھا ہے دیکھو
صفحہ ۲۲ سطر ۴ اور مکاشفات ۲ باب ۲۸ - اگر اس ستارہ کے زمین پر گرنے سے
اوسکا مرتبہ پست ثابت ہوا تو سب ستارے روز روز گردش کرکے زمین کے نیچے
چلے جاتے ہین - علاوہ اسکے رومن کاتھولک ایسی آیتون کی تفسیر مین پادریو
ن کو مراد سمجھتے ہین اونکی تفسیرونکو دیکھا چاہیئے - اسکے قطع نظر اوس ستارہ سے
جسے دوزخ پر اختیار دیا گیا اگر حضرت پیغمبر اسلام صلعم مراد ہوتی تو کسی عیسائی کو دوزخ
سے بچنے کی کیا امید کیا ہے - لیکن یہ بات بھی غور کے لایق ہے کہ چھٹی صدی تک کی
پیش خبریان کیا ترتیب پادریصاحب سے بیان ہوسکین جو یہ ساتوین صدی کی
پیش خبری ٹھہرائی گئے اور اگر یہ ساتوین صدی کی پیش خبری ہے تو اوسوقت سے
ابتک اور اب سے قیامت تک ہر صدی کی پیش خبری ترتیب اس کتاب مین
کہان ہے - اور مکاشفات مین کس صدی کا نام مذکور ہے - پھر یہ کہ مکاشفات
۲۰ باب مین ہے کہ مین نے ایک فرشتہ کو آسمان سے اوترتے دیکھا جسکے ہاتھ مین
اتھاہ کنوئین کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی انتہے - پادریصاحب اسکی تفسیر مین
لکھتے ہین کہ یہ فرشتہ دوزخ کا داروغہ معلوم ہوتا ہے انتہے - اسکے سوا وہ ستارہ
گرنیکے بعد تو حضرت پیغمبر اسلام صلعم سمجھا گیا مگر گرنے سے پیشتر جب وہ ستارہ آسمان پر
قایم تھا تب اوس سے کیا مراد تھی آپ علامت ابتدا جو پہلی آیت کی تفسیر مین
پادریصاحب نے بیان کی اوسکی تو یہ خرابیان ظاہر ہوئین آیندہ دیکھا چاہیئے کہ اوسکی

انتہے کیا ہوتی ہے مگر یہان تو بسم اللہ ہی غلط ہوگئی اور بدلگامی اس ستارہ پیشانی کے کچہہ کام نہ آئی —

دوسری آیت کی تفسیر مین پادریصاحب لکہتے ہین کہ دہوئین سے مراد اوسکی تعلیم اور اوسکا قرآن ہے کیونکہ وہ تعلیم کلام ربانی کے برخلاف ہے جسکے سبب سورج اور ہوا یعنی عیسائی سلطنت اور رعایا کو ایذا پہنچے اور گمراہ ہوئی انتہے۔ **اقول** یہ عجیب زبردستی کی تفسیر ہے شاید کوئی دوسرا کہہ سکتا ہے کہ دہوئین سے مراد عیسائی تعلیم اور انجیل ہے کیونکہ مارٹین لوتہر نے اسے ظاہر کیا اور اوس سے پیشتر عیسائی لوگ کبہی انجیل کی صورت بہی نہ دیکہہ پاتے تہے اور آیت مین تو یہ مضمون ہے کہ کنوی کے دہوئین سے سورج اور ہوا تاریک ہوگئے اگر بقول پادریصاحب سورج سے مراد عیسائی سلطنت اور ہوا سے رعایا ہے تو اب ان کو رہا ملنون کو دعوی تفسیر مکاشفہ کیونکر جائز ہوگیا اسکے سوا یہ کیا ضرور ہے کہ سورج سے مراد عیسائی سلطنت ہو اور چین کی سلطنت نہو کیا اس تفسیر مین بت پرست بادشاہو نکا کہین ذکر نہین آیا ہے (دیکہو مکاشفات ۹ باب کی تفسیر) اور میری دانست مین کنوئین سے مراد وارٹ برگ کا قلعہ ہے جہان لوتہر کی محافظت کی گئی اور دہوئین سے مراد لوتہر کا ترجمہ انجیل ہے جو اوسی قلعہ مین لوتہر نے کیا تہا اور تمام ملک مین مشہور ہوا اور سورج سے مراد اگر عیسائی سلطنت ہی تو سیکسن کی سلطنت اور ہوا سے مراد وہان کی رعایا ہوگی —

تیسری آیت کی تفسیر دہوئین سے ایسی ٹڈیان نکلین جو بچہو کی تاثیر رکہتی تہین واضح ہو کہ کلام الٰہی مین یہ محاورہ جاری ہے کہ خاص ملک جانورون اور درختون اور پہاڑون سے بتلائے جاتے ہین مثلاً ملک مصر کا سرکنڈا مشہور ہے — (یسعیاہ ۳۶ باب ۶) اوسی محاورہ کے موافق عرب کے لوگون کو ٹڈیان بتلایا ہے کیونکہ

عرب ٹڈی کا گھر ہے ۔ اسکے سوا عبرانی زبان مین وہ لفظ جسکا ترجمہ ٹڈی ہوا ہے وہ لفظ عرب ہے اور اوس زبان مین لفظ عرب اور ملخ ایک ہی معنی کیواسطے ہے انتہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھو

صفحہ ۵۳ **اقول** قطع نظر اس بات کے کہ یہ ترجمہ صریحاً غلط اور خلاف روزمرہ اہل زبان ہے کیونکہ عرب بمعنی ٹڈی ابتک کہین نظر سے نہین گذرا بلکہ عرب کے معنی پہرنیوالا اور صحرائی جیسا وبسٹر ڈکشنری مین ہے اور صحرا اور قوم عرب جیساکہ مفتاح الکتاب کی صفحہ ۱۷۳ مین ہے عبرانی زبان مین بہی ہین تاہم اگر پادریصاحب کی عبرانی دانی پر اکتفا کرین تو باوجود مناسبت حالات عرب کے جیسے کہ اس نوباب مکاشفات مین ہی ترجمہ کرنیوالے نے لفظ عرب کے معنی ٹڈیان کیون قرار دی صرف قوم عرب کہ ٹڈیون سے جسکو تشبیہ دی گئی صاف کیون نہ لکھدی تاکہ زیادہ مطلب صاف ہوتا اور تشبیہ کی حاجت نرہتی ۔ ان سب باتون پر غور کرنیسے پادریصاحب کی عقل کا مقدار ہر شخص کو معلوم ہوسکتا ہے اس سے زیادہ اور بہی دانشمندی پادریصاحب سے یہ ہوئی کہ کتاب مکاشفات یونانی مین تصنیف ہوئی اور عبرانی لغات اوسمین بیان کرتے ہین بہلا مکاشفات کو عبرانی لغت سے کیا علاقہ پہر یہ بہی پادریصاحب کا صریح جہوٹ ہے کہ ٹڈی عرب ہی سے نکلا کرتی ہے (دیکھو صفحہ ۵۳ سطر ۴) کیونکہ کنعان مین ٹڈی بارہون مہینے رہتی ہے تب حضرت یحییٰ کی خوراک صرف ٹڈی تہی (متی ۳ باب ۴) ابتو پادریصاحب کی بلند پروازی سب گرد ہوگئی اور ساری ہوا بگڑ گئی (آیت ۴) اور انہین کہا گیا کہ زمین کی گہاس یا کسی سبزی یا کسی درخت کو ضرر نہ پہنچاؤ مگر صرف آدمیونکو انکی تفسیر گہاس اور سبزی اور درخت سے مراد دنیا کے لوگ ہین خاص و عام یا انکے مسلمان لوگ جب ملکون کو فتح کرتے تو درختون کو نہ کاٹتے تہے کیونکہ اونکو مذہب

قاطع الشجر گنہگار ہے اور یہ کہ اونکو کہا گیا کہ ہر انسان کو دکہہ دین مگر صرف ون
لوگونکو جنکے ماتہی پر خدا کی مہر نہین ہے سو تواریخ سے ظاہر ہے کہ اون دنون مین
محمدی لوگ خاص اون بت پرست عیسائیون سے لڑتے تہے جنکا ذکر اونکی قرآن
وحدیث مین ہی ملتا ہے یعنی رومن کاتہولک سی جو بت پرست ہین انتہے **اقول**
آیت مین ہے اور اونہین کہا گیا یعنی الہام بہیجا گیا اگر یہان مسلمانون ہی مراد ہے
تو اونکا الہام یافتہ ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ پادری صاحب ہی لکہتے ہین کہ
اونکے مذہب مین قاطع الشجر گنہگار ہے واہ پادری صاحب کبہی تو مسلمانون کی
ایسی تعریف اور کبہی وہ مذمت اسکے سوا اوس زمانہ مین مسلمانون نے
رومن کیتہولک کو تو کبہی دیکہا بہی نتہا کیونکہ اون ملکون مین رومن کاتہولک
نتہے بلکہ اور ہی فرقے تہے یعنی سریانی اور مصری اور ارمنی اور مانیکی اور ابیونی
وغیرہ جیسا کہ فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۲۴ مین
لکہتے ہین۔

(صفحہ ۵۴) مکاشفات ۹ باب ۵ اور اونہین یہ دیا گیا کہ اونکو جان سے
نہ مارین بلکہ یہ کہ وہی پانچ مہینے تک اذیت اوٹہاوین اور اونکی اذیت بچہو کے
ڈنک کی سی اذیت ہی الخ **تفسیر** اس آیت مین دو باتونکا بیان ہے اول انکو
جان سے کسیکو نہ مارین بلکہ پانچ مہینے دکہہ دیوین کلام الٰہی کے محاورہ کے موافق
ایک دن برابر ہے ایک برس کے اور ایک ماہ برابر ہے تیس برس کے — اور
تواریخون سے ظاہر ہے کہ اونکا مفسدہ ۱۲ء سے ۶۲ء تک رہا جسکا حاصل
تفریق ۱۵۰ برس ہوتے ہین دویم آنکہ یہ جانور بچہو ہی عرب ہی کا مشہور ہے
(استثناء باب ۱۵) اونہون نے اون بت پرست عیسائیون پر جو اونکے
قبضے مین آگئے تہے یہ احکام جاری کیئے تہے اول غلامی مین رہنا دویم محصول

یا خراج دینا سیوم بے ہتیار رہنا چہارم مسلمانون کے سامنے نہ بیٹہنا بلکہ ادب سے
کہڑا رہنا پنجم کوئی نیا گرجا نہ بنانا ششم مسلمان اپنی مسجدون مین اذان دین پر عیسائی
اپنی بندگی کے وقت گہنٹہ نہ بجاوین ہفتم اگر کوئی آدمی عیسائی ہوجاوے جان سے
مارا جاوے پر مسلمان ہوجاوے تو بڑی عزت پاوے - یہ احکام اونکے دنون مین
کیسی سخت اذیت پہنچاتے ہونگے - اگر کوئی ظالم بادشاہ اسوقت مسلمانون پر
ایسے احکام جاری کرے تب اونکا درد و اذیت انہین ہی معلوم ہو مگر یہ رحمۃ للعالمین
کے بندون کی سلطنت ہی اسلیئے ایسا نہین ہوتا تہے **اقول** اسمین تو پادری صاحب
نے سراسر جہوٹ ہی بہر دیا ہے کیا اوس ڈیرہ سو برس کے عرصہ مین عیسائی
کوئی ہی مسلمانون کے ہات سے مارا نہین گیا یرموک کی لڑائی مین ڈیرہ لاکہ
عیسائیونکا قتل پادری صاحب کی نظر مین کچہہ بات ہی نہین ہے دمشق پر ہزارون
عیسائیونکا مقتول ہونا پادری صاحب کے ذرا ہی تاسف کا باعث نہین ہوا اور
حلب اور انطاکیہ وغیرہ مین بیشمار عیسائیونکا مارا جانا پادری صاحب کے خیال مین
ہی نہین آیا اگرچہ سیکڑون انگریزی مورخون نے ان سب لڑائیونکا مفصل ذکر
لکہا ہے خاصکر گبن صاحب ومی مورخ کی تصنیف اس دعوی پر معتبر گواہ ہے
اور یہ سب لڑائیان سنہ عیسویمین ہوئین تہین - واہ پادری صاحب ایسے
مشہور واقعات کی ہی آپکو خبر نہین تو ایسی تفسیر لکہنے پر کیون امادہ ہوئے اور
پیشتر عرب کو بدی سے آپ نے تخصیص بخشی تہی اب بچہو ہی عرب ہی کا مشہور
بتاتے ہو حالانکہ استثنا ۸ باب ۱۵ مین تو بچہو سے پیشتر سانپ کا نام موجود ہے
پس بچہو کو اوس سرزمین سے خصوصیت کیا ہوئی - مگر یہان ہی تو پہر صاحب
کی اوس آہنی قلم کی درازی کا ذکر ہوگا جسسے سیکسن کے سردار فرورک نے خواب مین
دیکہا تہا کہ پاپا صاحب کے تاج تک پہنچا (تواریخ کلیسیا چہاپہ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۸۴۹)

صفحہ ۲۲۸) کیونکہ اسیطرح بچہو کا ڈنک بہی اوسکی درازی دم کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اسکے سوا تمام ملک شام اور کنعان وغیرہ ملکے عیسائیونکو جنسے سنہ عیسوی مین مسلمانون نے قتال کیا پادری صاحب نے بت پرست لکہا ہے اگر یہی سب بت پرست تہے تو خدا پرست عیسائی کہان چہپے رہے پر سلطنت کا تو اوس زمانہ مین وجود بہی نتہا اور یہ جو آپ رحمۃ للعالمین کے بندونکو یاد دلاتے ہین کہ مسلمانون پر ایسے بد احکام جاری کرین یہہ آپکا گمان بد ہے کیا دانشمندون سے یہ بات پوشیدہ ہے کہ اٹہارہوین ساتوین صدی کے مسلمان اور انیسوین صدی کے مسلمانون پر بد احکام جاری ہون اسکے سوا وہ بد احکام بہی ایسے نتہے جیسے آپ نے لکہے ہین اوّل غلامی مطلق نتہی سب آزاد تہے دویم محصول صرف دولتمندون پر تہا اور وہ تیرہ روپیہ سال سے کسی پر زیادہ نتہا کیا تم نہین جانتے کہ اوس زمانہ مین اسلامی تحصیل ملک سے دہ یکے سے زیادہ نتہی سیوم بے ہتیار کوئی نرہتا تہا چوتہی شرط تو محض بے بنیاد ہے بلکہ عیسائی اکابر کے حضرت عمر رض نے بیت المقدس مین بڑی عزت کی تہی - پانچوین شرط کا کچہہ معتبر ثبوت نہین ہے اب بہی ملکہ انگلستان اور بادشاہ پروشیہ کیطرف سے بیت المقدس مین گرجا تعمیر ہوا ہے دیکہو الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۲۶ چہٹی شرط صریح جہوٹ ہے صرف موگریون سے گہنٹا بجانے کی ممانعت تہی - ساتوین شرط غالبًا صحیح ہو لیکن عیسائی مورخون نے اسکا ذکر اور طور پر کیا ہے کہ انہین ممانعت ہوئی کہ کسی مسلمان کو نوکر نرکہین چنانچہ کتاب دولت فاروقی مین اسکا مفصل حال لکہا ہوا ہے — اب ہم معتقدین موتہر کے چند قوانین مرآت الصدق مولفہ پادری بیڈلی صاحب کے صفحہ ۲۵ سے لکہتے ہین - اول کا تو لکہ اپنے والدین کی جا بیداد

قابض نہو سکتے تہے دویم نہ بعد اٹہارہ برس کے کسی کی جایداد مول لے سکتے
تہے سیوم کاتہولک نہ مکتب رکہہ سکتے نہ تعلیم دے سکتے تہے کیونکہ ایکی
سزا مین دوایم الحبس ہوتے تہے چہارم کاتہولکونکو دو چند خراج دینا پڑتا تہا پنجم
جو کسی پادری نے نماز کی تو اوسے تخمیناً تین سو تیس روپیہ کے اپنے مال سے
قرقی مین دینا پڑتا تہا اور جو کوئی نماز سنے اوسپر تخمیناً سات سو روپیہ جرمانہ
اور ایک برس کی قید کا حکم تہا ششم جو لندن سے پانچ میل سے زیادہ دور
جاتا اوسپر ہزار روپیہ کا جرمانہ تہا ہفتم اگر کوئی کاتہولک یا اور شخص اپنے
لڑکے کو انگلند سے باہر کاتہولک مذہب مین تربیت پانیکو بہیجے تو وہ اور
اوسکا لڑکا اپنی ملکیت سے علاوہ اپنی جانون سے محروم کیئے جاتے غرض اسطرح
کے اکیسو سے زیادہ بیرحم قانون جاری تہے اب ان قانونونکو اون اسلامی
قانون سے مقابلہ کرنا چاہیئے اور ممکن ہے کہ پانچ مہینے مین یہ مسودہ قانون
تیار ہوا ہو۔ اور یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے جو پادری صاحب نے چوتہی آیت کی
تفسیر مین لکہا ہے کہ اونہین کہا گیا کہ کسی درخت کو ضرر نہ پہنچائین مگر صرف
اون آدمیونکو جنکے ماتہے پر خدا کی مہر نہین انتہے یعنی نامقبولونکو ضرر پہنچائین
پس اگر وہ عیسائی سب بقول پادری صاحب نامقبول اور مستوجب عذاب الہی
تہے تو اونہین سزا دینے والی ضرور ہے کہ خدا کے مقبول اور برگزیدے ہون
آیت ۶ اور اون دنون آدمی موت ڈہونڈینگے الخ تفسیر یعنی جسوقت
محمدی زمانہ آویگا اور اوسکی ایذا دنیا مین شروع ہوگی اور وے اون عیسائیونپر
قابض ہونگے تو ایسی مصیبت لاوینگے کہ لوگ اونکی تکلیف سے موت کو تلاش کرینگے
چنانچہ یہ تو مشہور بات ہے کہ محمدیون نے عیسائیونکو دکہہ دیکر موت کا متلاشی
بنا دیا تہا انتہے **اقول** جب گلی باتین پادری صاحب کی بالکل ثابت ہوچکیں

تو یہ بات بہی بالکل غلط ہے سب عیسائی موخون نے لکہا ہے کہ ایسا ظلم
عیسائیون پر مسلمانون کیطرف سے کبہی نہین ہوا دیکہو جان ڈیون پورٹ کی
کتاب انگریزی صفحہ ۱۴۴ کہ رائن ندی سے لیکر یورپ کی شمالی حدون تک
لوتہر اور پوپ کے معتقدین قتل ہوئے انتہٰے

آیت ۷ کی تفسیر مین پادری صاحب لکہتے ہین کہ وہ لوگ گہوڑون کیسی
صورتین رکہتے ہونگے بظاہر یہ اونکے عادات کیطرف اشارہ ہے - یا اسلئے
کہ اوس ملک کا گہوڑا نامور ہوتا ہے یا آنکہ محمدی جہنڈے پر گہوڑے کی دم کا
چور لگا ہوا اوس عہد مین تہا یا اسلیے کہ شہوت پرستی اور جنگ جوئی وہانکی
مشہور ہے اونکے سرون پر سونے کے تاج ہونگے یہ اشارہ ہے اون عماموں
سے جو زرد رنگ یا اور قسم کے اونکے سرون پر تہے الخ **اقول** یہ سب بہی
پادریصاحب کی محض یاوہ گوئی ہے انسان مین گہوڑے کی کیا عادت ہوسکتی
ہے ہان خر عیسےٰ کی اگر ہم تعریف کرین تو اوسے گہوڑے سے تشبیہ دے سکتے
ہین کیونکہ گدہے اور گہوڑے مین تہوڑا تفاوت ہے عرب کا گہوڑا البتہ نامور ہے
مگر یہان ناموری کا کیا ذکر ہے - آیت مین ٹوڈیون کی صورتین گہوڑون
کیسی لکہی ہین خواہ عرب کی ہون خواہ ایمان کے اور پادری صاحب پیشتر
بہی لکہہ چکے ہین کہ گہوڑا سلطنت روم کا نشان ہے دیکہو صفحہ ۲۷ سطر ۴
اور سوار مین لوتہر صاحب پیشتر رومی کلیسیا مین شامل تہے (دیکہو تفسیر مکاشفات
صفحہ ۶۵ سطر ۱۲) اور محمدی جہنڈے پر گہوڑے کی دم کا چور یہ بات پادریصاحب
نے کہان سے معلوم کرلی مجہے اس سے اطلاع نہین ہے اور اگر ایسا ہوبہی
تو کیا صورت اور دم مین کچہہ تفاوت ہی نہین ہے اور کیا گہوڑے سے مراد صرف
اوسکی دم ہی ہوا کرتی ہے اور شہوت پرستی سے اگر یہان غرض ہوتی تو

بکرون کا نام لکھنا بہتر تہا یا گہوڑونکا مگر بکرونکا نام اسلیئے نہ لکھا کہ مارٹین
لوتہر صاحب کے منہ پر داڑہی نتہی اور جنگ جوئی مین مڈہی کو مرغ سے
تشبیہ دینا اونسلے ہے بہ نسبت گہوڑے کے کیونکہ وہ دونون برحا بہی ہین
اور مارٹین لوتہر ان سب صفتون مین ترقی کیئے ہوئی تہے کہ بے نکاح ایک
عورت کہتراین سے تمام عمر ہم بستر رہے اور جنگجوئی تو اونکی ظاہر ہے
پاپا صاحب کے فرمان کو سر عام جلا دیا اور تمام عمر پاپا صاحب سے دلیرانہ برسر
مقابلہ رہے۔ تعجب کہ ان تشبیہون مین سے جو پادریصاحب نے لکھین ایک بہی
صحیح نہ نکلی اور اونکے سرون پر سونیکے تاج جو عربی عمامہ زرد رنگ انہنے لکھے ہے *
برین عقل و دانش باید گریست۔ پادریصاحب ہنوز نہین جانتے کہ اہل اسلام سرخ و
زرد کپڑیکا استعمال حرام جانتے ہین اگر عربون سے یہان مراد ہوتی تو زرد عمامہ کا
کیا کام تہا۔ اور مکاشفات ۱۴ باب ۱۴ مین تو سونیکا تاج حضرت عیسیٰ کے سر پر
بہی لکھا ہے اگر اہل عرب سے یہان مراد ہے تو ثابت ہوا کہ اہل عرب کا وہی
جاہ و جلال ہوگا جو حضرت عیسیٰ کا ہوگا لیکن اگر یہان کسی سرکش قوم سے
مراد ہے تو اون لوگون ہی مراد ہوگی جو صرف ٹوپی سر پر رکہتے ہین نہ یہ کہ
عمامہ کیونکہ تاج اور ٹوپی ایک ہی شی ہے مگر عمامہ کو اوس سے کچھہ مشابہت
نہین ہوسکتی اور لوتہر صاحب جسٹ متو رہلک ہمیشہ ٹوپی ہی سر پر رکہتے تہے
آیت ۸ کی تفسیر مین پادریصاحب لکھتے ہین یعنی عورتون کیسے سرون کے
بال اور شیر کیسے دانت اونکے ہونگے عرب کے بال بہی مشہور ہین خاصکر علوی
لوگ اس صفت مین نہایت ہی شہرت رکہتے ہین جسکا شاعرون نے بہی اپنے
اشعار مین چرچا کیا ہے حتے کہ سعدی شیرازی اپنی ایک چہوٹی سی کتاب گلستان
مین بہی ذکر کرتا ہے جس سے سنہ ۶۵۶ اتفاق مین رسیاہی گیسو نافتہ کہ سو علوی یم

اونکے دانت شیر کی مانند ہونگے یعنی وہ لوگ گوشت خورے ہونگے جو اکثر
اونٹ بکریان مینڈہے بہت کہاتے تہے یا انکہ عورتون کی مانند نازک یعنی
راستباز پر باطن مین پہاڑ نولے درندے ہونگے الخ **اقول** ایک خاندان
علوی کے گیسو رکہنے سے تمام مسلمانون کے سر کے بال عورتون کیسے ثابت
ہوگئے واہ صاحب اور علوی کو بہی ہر سال حج مین سر منڈانیسے چارہ نہین ہوتا
اونکے سرون کے بال عورتون کے سے کیونکر ہوسکتے اور جبکہ سب اون مین محلقین
رؤسکم و مقصرین (سورہ فتح) خدا کا حکم ہوا ونہین پادری صاحب عورتون کیسے
بال بتاتے ہین اور اگر صرف علویونکا سر پر بال رکہنا تمام دنیا کے مسلمانونکے
بال رکہنے کا نشان ہے تو انگلستان مین رائٹ انریبل جان ا و لین ڈینس
اسپیکر ہوس آف کامنس اور الیاس ہیو جو کل والی سوئی کے موجد ہین اور
اسحاق نیوٹن وغیرہ کے اتنے بڑے بال تہے کہ پندرہ علویونکے بال ملاکر
اونمین سے ایک کے برابر بہی نہونگے اور حضرت شمسون کے بال جو خدا کے
حکم سے رکہے گیئے تہے پادری صاحب کو بالکل اسکی خبر نہین (دیکہو قاضیونکی
کتاب) اور حضرت عیسیٰ اور حضرات حواریون مین سے کسکے بال عورتونکی
سے نتہے چنانچہ کلمۃ الحق مین مفصل اسکا ذکر ہوچکا ہے مگر مارٹین لوتہر تو
اسطرح داڑہی موچہہ منڈائے اور سر پر بال رکہے ہوئی تہے کہ واقف کاہی
بدقت اونمین اور عورت کی صورت مین تمیز کرسکتے تہے چنانچہ اب بہی
اونکی عکسی تصویر مین یہی صورت دیکہہ لیا چاہیئے اور اونٹ بکریان مینڈہے
کا گوشت کہانیسے اگر اونکے دانت شیر کی مانند ہوگئے تو ملائی پرجال اونکی
جو علاوہ اونٹ بکریان مینڈہے کے سور کا گوشت بہی نہین چہوڑتی اونکے
دانت کیون شیر کی مانند نہوئی اور مارٹین لوتہر صاحب کی یہ خود اک بہی تہی لہ

عورتون کی مانند ٹاڑک کو جو آپنے راستباز لکہا ہے اسکا ثبوت آپہی کے پاس ہوگا نہ ترک و عرب عورتون کی مانند ٹاڑک ہین اور نہ ایسے ٹاڑک کو کوی راستباز جانتا ہے بلکہ عورتین تو راستبازی کے خلاف مکر او رفریب مین مشہور ہین اور مارٹین لوتہر کی صورت بہی ایسی ہی عورتون کی مانند تہی —

آیت ۹ و ۱۰ کی تفسیر مین پادریصاحب لکہتے ہین اونکی لڑائی کے ہتیار بظاہر قوی اور مضبوط معلوم ہونگے گویا لوہے کے ہین چنانچہ محمدیون نے بیان کیا کہ ہماری لڑائی خدا کے حکم سے ہے ہم اوسکا دین جاری کرنیکو لڑتے ہین ظاہر نظر مین یہ بات اچہی معلوم ہوتی ہے پر حقیقت مین یہ بات قوی نہین بلکہ دہوکے بازی ہے یہی مطلب ہے اس عبارت کا کہ اونکی بکتر حقیقت مین لوہے کے یعنی قوی نہونگے بلکہ لوہے کی مانند جو بظاہر بہلے پر حقیقت مین بُرے اور ضعیف و شیطانی کام ہونگے اونکے پرون کی آواز یعنی کوشش اور سعی کا آوازہ بڑی جنگ جویون کی مانند ہوگا پر وہ حقیقی جنگجو نہونگے بلکہ دنیاوی حقیقی جنگ شیطان سے روحانی طور پر ہوتا ہے انتہے **اقول**

آیت ۱۰ یہہ ہے اور اونکی دُمین بچہوؤن کی سی تہین اور ڈنک اونکی دُمونمین تہے اور اونکا یہ اختیار تہا کہ پانچ مہینے تک آدمیونکو ضرر پہنچا مین انتہے اب دیکہیے کہ اوس تفسیر کو اس آیت سے کیا علاقہ ہے عربون کی دُمین بچہوؤن کی سی کس نے ثابت کی ہین یہ تو لنگور کی صورت معلوم ہوتی ہے اور شاید کسی ایسی قوم کیطرف یہ اشارہ ہو جسکے حرکات بندرون کی مانند سمجہی جاتے ہون پادریصاحب لکہتے ہین کہ اونکی لڑائی کے ہتیار بظاہر قوی — گویا لوہے کے ہین — پر حقیقت مین یہ بات قوی نہین بلکہ دہوکہ بازی ہے اگر بقول پادریصاحب کے محمدیون نے بیان کیا کہ ہماری لڑائی خدا کے حکم سے ہے انتہے تو اسمین کونسی

کیا ہوئی اگر محمدیون نے جہوٹ کہا ہوتا اور لڑتے تو البتہ دہوکہ بازی ہوتی
پادریصاحب کو مناسب تہا کہ پہلے اُسے ثابت کرتے کہ محمدیون مین یہ خدا کا
حکم نہین تہا باوجود اسکے اونہون نے جہوٹ بول کر دہوکہ بازی کی اور
حقیقی جنگ شیطان سے تو محمدی ہی روحانی طور پر کرتے ہین کیا شیطان کے
مقابلہ مین کوئی توپ و بندوق کو کام مین لاتا ہے بلکہ صرف لاحول سے
شیطان کو مسلمان بہگا دیتے ہین لیکن شاید جس قوم کے لوگ لاحول
نجانتے ہون وہ شیطان کے واسطے توپ تفنگ کام مین لائین تو اونکی
عقل سے تعجب نہین ہے پس ایسی حالت مین بہی مارٹین لوتہر کیطرف یہ گمان
قوی ہوتا ہے کیونکہ اونہین شیطان سے ذرات کام رہتا تہا وہ آپ کہتی تہی
کہ مین ایک ایسی جوڑی شیطانون کی اپنے پاس رکہتا ہون گویا وہ نجاب
ہین روی زمین کے علاء ربانیون کے انتہے۔ جیساکہ اونکے اقرار سے کتاب
نویدجاوید مین مفصل لکہہ چکا ہون اور لاحول وہ بالکل نجانتے تہے۔

آیت ۱۱ اور اتہاہ کو مین کا فرشتہ اونپر بادشاہ تہا اوسکا نام عبرانی
مین ابدون اور یونانی مین اپلیون ہے انتہے پادریصاحب تفسیر کرتے
ہین کہ عربی اور عبرانی کے الفاظ بہت ملتے ہین یہ لفظ ابدون اصل مین
اَبَدَ ہے بمعنی موت اور ابدون اسم فاعل ہے۔ معنی اوسکے ہلاک کرنیوالا ہے
اور صراح مین ہے اَبَدَ الرَّجُلُ اے غضب او توحش۔ یہ سب صفتین ہلاک
کرنیوالا اور غصے والا محمد کے اوصاف ہین کہ وہ ایسا ہی تہا اور تعجب نہین
کہ ابدہ کا املا مسلمانون نے بدلکر عبدہٗ بنالیا ہو جو وہ اکثر اقرار کرتا
کہ مین ابدہ ہون انتہے **اقول** پادریصاحب نے کچہہ ثابت نکیا کہ ابدہ سے عبدہٗ
کیونکر بدلا گیا کیا مسلمان الف اور ع مین امتیاز نہین کرسکتے ہین اور حضرت پیغمبر اسلام

صلعم نے کب اقرار کیا کہ مین ابدہ ہون کیا رحمۃ للعالمین الخ ابدہ یعنی ہلاک کرنیوالا
کہہ سکتے ہے اب اگر یہ سب پادریصاحب کا صحیح جہوٹ ہے تو ناظرین کو چاہیے کہ
جہوٹون کے واسطے جو الفاظ مستعمل ہین پادریصاحب کو بہی وہی خطاب دین
مگر مارٹین لوتہر البتہ اپنی کتاب کی جلد ۷ صفحہ ۴۷ یہہ لکہتے ہین کہ اگر مین
حاکم ہوتا تو خرا باتی اور دغا باز پوپ اور اوسکے متعلقین ہمراہ اونکے کنبونکی مشکین
بندہوا کر سمندر مین ڈلوا دیتا دیکہو کاتہولک ہرلڈ کی جلد ۹ صفحہ ۱۲۷ اب
انصاف کرنا چاہیئے کہ پادریصاحب کے روحانی بادشاہ نے اقرار کیا کہ مین ابدہ
ہون یا جسکی طرف اونہین بے ذلیل جہوٹ بولتے خدا کا خوف نہ آیا اور اگر
یہ بات جو مین نے لکہی ہے سچ نکلے تو دوزخ کے فرشتے کا نام مارٹین لوتہر ہوگا
جو پادری صاحب کا روحانی بادشاہ ہے اور پادریصاحب بہی اوسی دوزخ مین
ہونگے جہان اونکا بادشاہ ہے اسکے سوا حضرت پیغمبر اسلام صلعم توریت پڑہے
ہوئے نتہے جو عبرانی لفظ ابدہ کو جانتے مگر مارٹین لوتہر کو ذرا لے توریت و انجیل
سے کام تہا وہ ابدہ کا استعمال اپنی نسبت بے وقت کر سکتے تہے۔

آیت ۱۴ ایک افسوس گذر گیا دیکہو دو افسوس اور اوسکے بعد آتے ہین
اسکی تفسیر پادریصاحب لکہتے ہین کہ یہ محمد صاحب کے ظہور کا افسوس ہے سنہ ۶۱۲ سے
سنہ ۷۶۲ تک یعنی پانچ مہینے یا ڈیڑہ سو برس کا تہا جو گذر گیا اس اثنا مین قوم گال نے
درمیان سنہ ۷۱۱ کے اہل اسلام کو ایک بڑی شکست دی تہی اور سنہ ۷۳۲ع مین چارلس
مارٹل نے مسلمانونکو کوہ پیرنیز تک جو اسپین مین ہے بہگا یا تہا مگر یہ سیکڑے
پہلا زمان مسلمانون کے جو خاص عرب اور خلفا کے وسیلہ سے ہوئین تہین
جنکو محمدی بہی دینی جنگ کہتے ہین سنہ ۷۶۲ مین تمام ہوگئین تہین [illegible]
کہتا ہے کہ اس محمدی یا عربی مصیبت کے بعد دو اور مصیبتین آنیوالی ہین انہے

آزادی اپنی سلطنت اور مذہب کے کچھ لڑی اور بعد اسکے اونہون نے وحدانیت خدا کا اقرار کیا اور اوسکے رسول پر ایمان لائے انتہے فتح سسلی سنہ تیسری صدی ہجری مین (صفحہ ۸۲) چنانچہ عبارت کتاب مذکور یہ ہے کہ مسلمانون نے سال ہجری کے تیسری صدی مین کریٹ اور سسلی اور سہری کیونز اور کورسیکا کو اپنا مطیع کر لیا انتہے اب پادریصاحب ہی پوچھنا چاہیے کہ کیا یہ سب ملک فرات کے پورب طرف ہین یا کسی اور طرف کیونکہ پادریصا فرماتے ہین کہ اونہون نے پچھم کیطرف سے کوئی ملک فتح نہین کیا اور یہ عجیب بات پادریصاحب نے لکھی کہ اونکو حکم (فتح کرنیکا) تہا یعنی خدا کی طرف سے حکم تہا لیکن اگر خدا کا حکم نہوتا تو ممکن تہا کہ سب ملک مسلمان فتح کر لیتے تاہم اس چودہوین آیت کی تفسیر پادریصاحب کو یہ کیون نہ سوجھی کہ فرات سے مراد بحر اسود ہے جیسے اسی مکاشفات مین روم کو اکثر جا بابل لکہا ہے (دیکھو مکاشفات ۱۸ باب اور ۱۴ باب اور ۱۶ باب ۱۹ کی تفسیر) حالانکہ بابل فرات کے پاس ہے اور روم دریائے ٹیبر کے پاس ہے اور چار فرشتے تومہر اور اوگسٹ آرک بشپ کنگل اور یوحن کولمبا اور فلپ لانگمتہن ہین جنہون نے انجیل کو شایع کیا مگر یورپ کی سرحد کے باہر نہین شایع کر سکے کیونکہ بقول پادریصاحب اونکو حکم نہ تہا اور مکاشفات ۱۶ باب ۱۲ مین ہے کہ چھٹے فرشتے نے اپنا پیالہ بڑے دریائے فرات پر اونڈیلا اور اوسکا پانی سوکہہ گیا تاکہ پورب کے بادشاہون کی راہ تیار ہو انتہے اسکی تفسیر مین پادریصاحب لکہتے ہین کہ اوس سے بادشاہونکے آنیکی راہ کہلجاوے گی تاکہ اوسطرف سے بطور قہر الٰہی بادشاہونکا ہجوم شہر بابل یعنی روم پر ہو (دیکھو صفحہ ۱۰۵) پس فرات پر تو مسلمان حکمران ہین انہین کو پادریصاحب بتاتے ہین کہ روم پر یورش کرینگے چونکہ مکاشفات ۹ باب ۱۴ اور ۱۶ باب ۱۲

ان دونون مقامونمین چھٹے فرشتے کا نام ہے اس سے ثابت ہی کہ دونون
مقامونکا مطلب ایک ہی حال پر ہی مگر پادریصاحب نے اسی ماضی وراوسی مستقبل بنایا
آیت ۱۵ کی تفسیر مین پادریصاحب یون لکھتے ہین کہ یہ چار فرشتے
جو چار سردار ہین ترکون کے اونکو حکم تھا کہ آدمیون کی تہائی کو مار ڈالین
پہلے افسوس والونکو مارنیکا حکم نتھا بلکہ صرف ایذا دینی ہی کا حکم تھا پر یہ لوگ
مارنیکو بہیجی جاوینگے سو سب جانتے ہین کہ ان سے ایسا بڑا جنگ ہوا تھا
کہ تمام فرنگستان اونکے مقابلہ پر چڑھ آیا تھا مگر چونکہ لوگون کی شرارت اور
بت پرستی اور بدکاری کی سزا کے لئے یہ افسوس ظاہر کیا گیا تھا اسلیئے ضرور
تھا کہ عیسائی مارے جاوین اور ہوشیار ہوکر اپنا چال چلن انجیل کے موافق
درست کرین اسیواسطے اون بغدادی ترکون نے ایکدفعہ بارہ لاکھ اور ایکدفعہ
نو لاکھ عیسائی مار ڈالے تھے اور باقی عیسائی شکست کھا کر بھاگ گئے تھے
ایک گھڑی ایکدن ایک مہینے ایک برس تک اون ترکون کو حکم تھا کہ عیسائیون
کی ایک تہائی کو مار ڈالین اس میعاد کے بعد جبکہ ایکدن ایک برس کے برابر لیا جاوے
جیسے کہ کلام الٰہی کا محاورہ ہے تو ۳۹۶ برس ۱۰۶ یوم ہوتے ہین —
پس دیکھو کہ ۱۰ جنوری ۱۰۵۵ء مین طغرل بیگ بغداد سے نکلا اور ۲۹ تاریخ
مئی ۱۴۵۳ء مین اوسنے استنبول فتح کیا جو ٹہیک اوسیوقت کے موافق ہے
جو پیشین گوئی مین تھا انتہے **اقول** یہان پادری صاحب نے بڑا دہوکہ
کہا یا کہ ایک گھڑی اور ایک دن اور ایک مہینے اور ایک سال کی میعاد
بحساب فی یوم یکسال تین سو اکیانوے سال ساڑھے پانچ یوم ہوتے ہین
اور اگر چوبیس گھنٹونکا حساب رکھین تو صرف پندرہ یوم ہوتے ہین یعنی
تین سو اکیانوے سال ۱۵ یوم ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ پادریصاحب کا سیاق بھی

مالایطاق بلکہ بالائے طاق ہے اب ۱۸ جنوری سنہ ۱۰۵۵ء سے ۲۷ مئی سنہ ۱۴۵۳ء کا حساب
دیکھنا چاہیئے کہ ۳۹۶ سال ۱۲۹ یوم ہوتے ہین حالانکہ بحساب پادری صاحب
۳۹۶ سال ۱۲۱ یوم ہونا چاہیئے تہا کروہ بہی صحیح نہ نکلا اسکے سوا پادریصاحب
لکہتے ہین کہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۰۵۵ء کو طغرل بیگ بغداد سے نکلا اور ۲۷ مئی سنہ ۱۴۵۳ء
اوسنے استنبول فتح کیا اللہ رے جہوٹ پادری صاحب کا کیا چارسو سال سے
زیادہ طغرل بیگ نے دنیا مین زندگی کی تہی پہر یہ محمد دویم کسکا نام تہا جسنے سنہ ۱۴۵۳ء
مین قسطنطنیہ فتح کیا اور طغرل نے تو سنہ ۱۰۶۳ء مین وفات پائی تہی اور اگر طغرل
نے قسطنطنیہ فتح کیا تہا تو یہ عثمانی خاندان سلجوقی خاندان کیون نہین کہلاتا ہے
کیونکہ طغرل بیگ پوتا سلجوق کا تہا جیسا برلیف سروی صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱ مین مرقوم
ہے اگرچہ اس نسب نامے کا جواب بہت آسان ہے لیکن پادریصاحب
مین اتنی بہی معلومات پائی نہین جاتی اور طغرل بیگ خلیفہ بغداد کے حضور سے
مخلع اور مرخص ہو کر سنہ ۱۰۵۵ء مین اپنی دارالریاست رے واقع ملک ایران کو
گیا تہا یا استنبول فتح کرنیکو نکلا تہا ہان اوسکے بہتیجے الپ ارسلان نے جو بیٹا
تیجر بیگ کا تہا البتہ سنہ ۱۰۷۱ء سے بیشتر ڈاہی اوجی نزبادشاہ قسطنطنیہ سے
لڑائی کی تہی مگر یہ لڑائی ارمینیا پر ہوئی تہی نہ یہ کہ استنبول پر جہان اوس
نصرانی بادشاہ نے شکست کہائی اور اسیر ہوا پہر سرفراز کیا گیا اوسکی
دختر ملک شاہ سلجوقی پسر کوچک الپ ارسلان کے ساتہہ بیاہ دی (دیکہو تواریخ
مذکورہ) اب حساب دس ایک گہڑی ایکدن ایک مہینے ایک سال کا اگر پادریصاحب
پسند کرین تو مین عرض کرسکتا ہون کہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۴۸۳ء مین مارٹین لوتہر شہر
ایسلیبن مین پیدا ہوا اور اکتیسوین اکتوبر سنہ ۱۵۱۷ء مین (ایضاً تفسیر صفحہ ۷۴) پچانوے
سوال پاپائی رسم کے برخلاف لکہہ کر گرجا گہر کے دروازہ پر لگا دیے تہے یعنی ۱۴۸۳

اور ۱۵۱۷ کی درمیانی مُدت مع مہینون اور تاریخ کے جو بیشتر لکھہ چکا ہون کچھہ قرار دیجائے تو یہی مُدت اوس ایکدن اور ایک گھڑی اور ایک مہینے اور ایک سال کی ہوگی اور چونکہ ہر دن کی مدت مقرری نہین ہے جیسا پادری صاحب خود اسی کتاب مین لکھتے ہین کہ دن کبھی بارہ گھنٹے کی برابر ہے کبھی چوبیس گھنٹے اور کبھی ایک سال کبھی ہزار برس کے کبھی اس سے بہت زیادہ (دیکھو صفحہ ۶۹) پس ان مدتون مین سے جو مطابق سنین پیدایش وغیرہ لوتھر کے ہوسکے اوسیکو اصل مُدت قرار دینا چاہیئے اور سردست یہ ایک حساب اور بہی درست آتا ہے کہ ۲۹۱ سال ۵۰ یوم کے مقابل مین ۳۲ سال ۲۵۵ یوم جو لوتھر کی پیدایش سے اغاز رفریشن تک ہوتے ہین یون سمجھنا چاہیئے کہ تین سو کا مخفف ۳۰ یعنی ہر سینکڑے پیچھے دس اور ہر دہای کے مقابل مین ایک کیونکہ ہندسہ کی اصل یہی ہے اور ایک ہی ترقی کرکے دس اور سو ہوجاتا ہے اور نو سال کے واسطے ہر تین دہای کے مقابل مین ایک جیسا کہ عیسائی عقیدہ تثلیث کے ساتھہ توحید اور توحید کے ساتھہ تثلیث ہے پس وہان تین سو نوّے اور یہان ۳۲ اونہین کے مطابق ہوئے باقی رہے وہان ایکسال ۵۰ یوم اور بحسب یقین پادری صاحب جو ایکسال ۳۶۰ یوم کا سمجھتے ہین دیکھو تفسیر مکاشفات صفحہ ۴۳ سطر ۷ اس حساب سے کل ۳۶۵ یوم ہوئی اور یہان باقی ہین تین سو پچپن یوم پس وہ سال شمسی پورا ہے اور یہ سال قمری پورا ہے اسطرح ۲۹۱ سال ۵۰ یوم کے مطابقت ۳۲ سال ۲۵۵ یوم سے بخوبی ہوگئی۔

آیت ۱۶ اور فوجون کے سوار شمار مین بیس کروڑ تھے الخ تفسیر اس آیت مین

اہل اسلام کی فوج کا شمار مذکور ہے ـــ اور حقیقت مین تمام مسلمان اوس جنگ
مین سوار نہ تہے مگر عیسائی لوگ سب پیادہ ہتے انتہی اقول بہلا یہ کیکے
خیال مین آسکتا ہے کہ سب سوار ہی ہون اور پیادہ ایک بہی نہو یہ محض
جہوٹ ہے اور اسیطرح یہ بہی صریح جہوٹ ہے کہ عیسائی سب پیادہ تہے
اور ایک بہی اونمین سوار نتہا کہ پادری صاحب نے عیسائیونکو محض گہس کہا
سمجہہ لیا ہے کہ اونمین سے ایک کو بہی گہوڑا نصیب نہین مگر آیت مین سوار
یا پیادہ کے ذکر سے غرض نہین صرف اونکی کثرت مذکور ہے خواہ سوار ہون
خواہ پیادے اور یہ پیروان لوتہر کا شمار ظاہر ہے چنانچہ تواریخ کلیسا چہاپہ
بپٹسٹ مشن پرس کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۲۳۹ مین لکہا ہے کہ ۱۵۲۹ء
مین پاپاے روم کا کوئی قاصد جو ملک الیمان مین ہوکر جاتا تہا اوسنے کہا
کہ ہر ایک مقام مین جہان ایک آدمی پاپا صاحب کا طرفدار ہے وہان تین آدمی
لوتہر کے طرفدار مین انتہی۔
آیت ۱۷ اور گہوڑے اور اونکے سوار دیکہنے مین سب مجہے یون نظر
آئے کہ اونکے بکتر آگ اور سنبل اور گندہک کے سے تہے اور گہوڑون کے سر
ببرون کے سرون کی مانند اور اونکے منہ سے آگ اور دہوان اور گندہک
نکلتے تہے انتہی اقول تفسیر آگ سرخ ہوتی ہے اور سنبل نیلا رنگ ہے
گندہک زرد رنگ ہوتی ہے مگر اون ترکون کے جہنڈے پر جو لڑائی مین تہا
بہی تین رنگ ہتے اونکے منہ سے آگ اور دہوان اور گندہک نکلتے تہے
یہ اشارہ ہے اون لوگونکی لڑائی کے اسباب پر کیونکہ اونہین ایام مین توپخانہ
اور بارود اور گولہ کی لڑائی دنیا مین ایجاد ہوئی تہی اور مسلمان اوسی سے
جنگ کرتے تہے سنتے آیت مین تو لکہا ہے کہ اونکے بکتر آگ و سنبل و گندہک کے

تہے اور پادری صاحب فرماتے ہین کہ ترکون کے جہنڈے پر بہی تین رنگ تہے واہ پادری صاحب
تثلیث کو بہی آپنے بدنام کیا حضرت سلامت اگر یہان ترکون سے مراد ہو تو وہ بکتر اور خود جو
جنکا ذکر افسیون کے ۶ باب ۱۱ وغیرہ مین اسطرح کیے تم اپنی تنخواہی سے کسکے اور استبازی کا
بکتر پہنکر اور اون سبکے اوپر ایمان کی سپر لگاکر - اور نجات کا خود اور روح کی تلوار
جو خدا کا کلام ہے لیلو انتہے مگر یہان تو چرمین وغیرہ سرد ملک کے رہنے والون کے گرم کرتے
اور جاکٹ کا ذکر ہے کہ وہ دنیا مین بہی آگ کی مانند گرم لباس سے پہچانے جاتے ہین
یا یہ وہ بکتر ہے جو لوتہر نے اپنا نام بدلکر اور سپاہی بنکر بارت بورگ کے قلعہ مین پہنا
تہا (دیکہو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۳۶) پہر اوسی آیت مین ہے کہ اونکے یعنی
سوارون کے منہ سے آگ اور دہوان اور گندہک نکلتے تہے انتہے مگر پادری صاحب
توپخانہ اور بارود گولہ فرماتے ہین لیکن کیا آدمیون کے منہ توپون کے منہ بہی
بن سکتے ہین پس یہان بہی اوس بڑے بول کیطرف اشارہ ہوگا جو لوتہر کے منہ سے
نکلا تہا جبکہ وہ شہر برمس کے مجلس کے روبرو جوابدہی کے واسطے بلایا گیا اور راہ مین اوسکے
دوستون نے اوسے اس عزم سے روکنا چاہا تب اوسنے یہ جواب دیا کہ اگر تین برگ اور
برمس کے درمیان آگ سلگائی جاتی کہ اوسکے شعلے آسمان تک پہنچتے تو بہی خدا کے
نام پر وہان جا پہنچتا اور جب شہر برمس کے قریب لوگون نے پہر لوتہر کو وہان جانیسے
منع کیا تو اوسنے جواب دیا کہ جتنی کہپریل گہرون پر ہین اگر اتنے بہوت اوس شہر
مین رہتے تو بہی اوسمین میرا گذر ہوتا (ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۳۰) —

آیت ۱۸ و ۱۹ ان تینون آفتون یعنی آگ اور دہوئین اور گندہک سے جو اونکے
منہ سے نکلتی ہتین تہائی آدمی مارے گئے (۱۹) کہ اونکی قدرتین اونکی منہ مین
اور اونکے دُمون مین ہتین کیونکہ اونکی دُمین سانپون کی سی جنمین سر تہے اور اونسے
ایذا پہنچاتی ہین انتہے تفسیر اس توپخانہ کے وسیلے سے اونہون نے لوگونکی

جانین مارین — شاید مونہون سے مراد توپخانہ ہے اور دُمون سے مراد اونکا جھنڈا اور سرون سے مراد اونکے افسر ہین الخ **اقول** آدمی کا مُنہ توپ نہین بن سکتا ہے مگر وہی منہ جو بڑا بول بولے جیسا کہ ابھی مارٹین لوتھر کی باتین مذکور ہو چکین اور عجب ہے کہ مکاشفات ۱۱ باب کی تفسیر مین پادری صاحب نے مُنہ سے آگ نکالنے والونمین حضرت موسٰی اور حضرت الیاس کو شامل کیا ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ مُنہ سے آگ نکلنا آتش زبانی انسان مراد ہے نہ یہ کہ توپ اور دُم جھنڈا نہین بن سکتے ہے اسمین اور اوسمین زمین و آسمان کا فرق ہے جو اونہین ایسی بے پاؤسر کی تحریر مین کچھہ نشیب و فراز کا خیال نرہا کیا پادری صاحب دُمونکو کلغیان سمجھے جو جھنڈے سے تشبیہ دی اور آیت مین تو لکھا ہے کہ اونکی دُمین سانپون کیسی جنمین سر تھے انتہے اگر پادری صاحب مین عقل ہوتی تو ان دُمونکو اوس جھنڈے سے تشبیہ دیتے جسپر حضرت موسٰی نے پیتل کا سانپ لٹکایا تھا (یوحنا ۳ باب ۱۴) لیکن شاید یہ وہی قلم ہین جو لوتھر کی آہنی قلم سے اور بہت سے بڑی بڑی قلم پیدا ہوتے فیریڈرک نے خواب مین دیکھے تھے (ایضًا تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۳۰) اور سرون سے مراد اونکے افسر جو پادری صاحب نے لکھا اسمین ترکون کے لیئے خصوصیت کیا ہے افسر کیا جرمن اور انگلنڈ مین نہین ہوتی ہین اور آیت مین تو یہ عبارت ہے کہ اونکی دُمین سانپون کیسی تہین جنمین سر تھے اور وہی اونسے ضرر پہنچاتے تھے انتہے پس اون دُمونمین ضرر پہنچانیوالے سر ثابت کرنا چاہیئے تھا اور یہ وہی انگریزی قلمین ہین جنہین قلمون مین رکھکر لوتھر صاحب کی رفیق لکھتے تھے جنسے رومی پاپا کو بہت ضرر پہنچا —

آیت ۲۰ اور باقی آدمیون نے جو اون آفتون سے مارے نہ گئے تھے اپنے ہاتھون کے کامون سے توبہ نکی کہ دیوون اور سونے اور روپے اور پیتل اور پتھر اور لکڑی کی مورتون کے جو نہ دیکھہ اور نہ سُن اور نہ چل سکین پوجا نکرین انتہے اون دنون عیسائیونکو

درمیان قبر پرستی اور بت پرستی اور مقابر پرستی اور تبرکات پرستی اسقدر بڑہ گئی ہتی جیسے
آجکل اس ملک مین غیر قومین کرتی ہین الخ **اقول** اسکے جواب کے ذمہ وار ہم نہین ہین
بلکہ رومن کاتہولک عیسائی ہین جنکی طرف پادریصاحب کا یہ خطاب ہے ۔

آیت ۲۱ اور اونہون نے اپنے خونون اور اپنی جادوگریون اور اپنے زنا اور
اپنی چوریون سے جو کرتے ہتے توبہ نہ کی **تفسیر** واضح رہے کہ جب یہ عیسائی جو رومن
کاتہولک ہتے جنگ سے آئے تو ان بدکارون نے ترکونکو چھوڑکر آپسمین قتال
شروع کی اور بیدار خداپرست لوگونکو یہ بددین لوگ مارنے لگے الخ **اقول**
اسمقام پر ایک ضروری بات مجھے یاد آئی ۱۵۱۰ء سے پروٹسٹنٹ مذہب کے جسمین
یہ پادریصاحب مفسر بہی ہین بنیاد پڑی ہے اور رومن کاتہولک کی قدامت زمانہ
حضرات حواریون رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خاص و عام پر ظاہر ہے اور یہی پادریصاحب
مفسر اپنی ایک کتاب اتفاقی مباحثہ مطبوعہ لاہور ۱۸۶۶ء صفحہ ۶۷ سطر ۱۳ و ۱۴ مین
ارشاد کرتے ہین کہ وہی تعلیم ان کتابون (یعنی اناجیل) مین خود رسولون نے لکہہ کر
ہماری روحانی باپ دادون کو دی ہتی کہ جنسے دست بدست ہمین پہنچی انتہے چونکہ
ظاہر ہے کہ پروٹسٹنٹ مذہب کی بنا سے پیشتر یہی رومن کاتہولک اوس تعلیم کے بہی
امانت دار ہتے کہ سوا اپنے معززاور خاص پادریون کے اور کسیکو کل انجیل اور نہ اوسکا ترجمہ
پڑہنے نہ دیتے ہتے جیساکہ پادریصاحب خود صفحہ ۶۷ سطر ۱۰ و ۱۱ مین اقرار کرتے ہین
پس انہین رومن کاتہولک علما سے یہ تعلیم مارٹین لوتہر کو جو رومن کاتہولک تہا (الفاً
تفسیر صفحہ ۶۵ سطر ۱۲) اور اونسے دست بدست ان پادریصاحب مفسر کو پہنچی
اور فی الحقیقت یہی رومن کاتہولک پادریصاحب کے روحانی باپ دادے ٹہرے کہ
جنکو پادریصاحب نے بدکار اور بددین اس تفسیر مکاشفات ۹ باب ۲۱ مین خطاب دیا ہی
کیا خوب تعلیم پادریصاحب نے اپنے روحانی باپ دادون سے پائی ہے کہ جسکا اثر پادریصاحب پر

یہ ظاہر ہوا فی الواقع ایسی تعلیم پہنچانیوالے کو بہی بدکار اور بددین کے سوا اور کیا کہنا چاہیئے اور جبکہ پادریصاحب نے اپنے روحانی باپ دادون کی یہ خدمت کی تو جسمانی باپ دادون کے ساتھ کہانتک زیادہ نکیا ہوگا بلکہ پادریصاحب جس گہر کا چراغ ہین ایسی چیز بانٹیے اوس گہر والون کا آپنے اور زیادہ نام روشن کیا ہوگا تنا باشد ان پادریصاحب نے ہدایت المسلمین وغیرہ مین بار بار دعوی کیا ان لفظون سے کہ محمد صاحب کا ذکر صرف مکاشفات ۹ باب مین ہے مگر یہان تو ایک آیت بہی اوس باب کی حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے حقمین ثابت نہوئی۔

صفحہ ۴۶ مکاشفات ۱۱ باب ۲ مگر اوس دالان کو جو ہیکل کے باہر ہے چہوڑ دے اور مت ناپ کیونکہ وہ غیر قومونکو دیا گیا ہے اور وہ مقدس شہر کو ۴۲ بیالیس مہینے پامال کرینگے انتہے **تفسیر** یہان پر اوسی ہیکل کا ذکر ہے جسکو یروسلم مین سلیمان نے بنایا تہا آسمانی ہیکل کا ذکر نہین کیونکہ وہ غیر قومونکے تصرف مین ہرگز نہین آسکتی۔ تاکہ وہ لوگ مقدس شہر کو بیالیس مہینے تک یعنی ۱۲۶۰ برس تک پامال کرین یہان سے ظاہر ہے کہ یہ شہر یروسلم ان مسلمانون کے ہاتھ مین پامال کرنیکے لیئے ۱۲۶۰ برس تک ہیگا مگر یہ بات کوئی آدمی معلوم نہین کرسکتا کہ اس میعاد کا اندازہ کس حساب سے ہے اور کس سنہ سے اسکا شروع ہوا اور ہر سال کتنی مدت کا ہے کیونکہ خدا کے کلام مین ایکدن برابر ہے ۱۲ گہنٹے کے کبہی ۲۴ گہنٹے کے کبہی ایک برس کے کبہی ہزار برس کے کبہی اس سے بہت زیادہ الخ **اقول** ابتک تو یہ ہیکل جسے مصنف مکاشفات دیکہہ رہا تہا آسمانی تہی اور تمام مکاشفات مین جہان اس ہیکل کا ذکر آیا آسمانی ہی دیکہو اسی تفسیر کے صفحہ ۹ اور مکاشفات ۱۱ باب ۱۹ اور ۱۵ باب ۵ و ۸ اور ۱۶ باب اور ۱۷ اور ۲۱ باب ۲۲ اگر یہان جو تر کو نکا ذکر منظور رہتا تو وہی ہیکل زمینی ہوگی اسکے سوا اب یہ رنگ تو پادریصاحب یکدن ایک برس کے برابر لگاتے آئی ہین جیسا کہ مکاشفات

۹ باب ۱۵ کی تفسیر مین (دیکہو صفحہ ۶۰) اور صفحہ ۴۷ و ۴۸ مین بہی یہی حساب پادریصاحب کا موجود نہے مگر اب یہان جو اندیشہ ہوا کہ درحالت زیادہ قیام تسلط سلام بیت المقدس مین یہ حساب پادریصاحب کا مختل ہوجائیگا تو باوجود ۱۲۶۰ کے اُسکی مدت ٹہرانیکے دن کے متفرق مقدار ظاہر کیئے اور یہ بہی لکہدیا کہ نہین معلوم کس سنہ سے اِن ۱۲۶۰ برس کا شروع ہوا حالانکہ آخر صفحہ ۴۳ اور شروع صفحہ ۴۷ مین پادریصاحب آپہی لکہتے ہین کہ پس صحیح خیال یہ ہے کہ جبدن سے یروسلم پر مسلمانون کی حکومت ہوئی اوسی دن سے ۱۲۶۰ یوم کا شروع ہوتا ہے انتہے ان دونون مقامون کے دیکہنے سے باقرار پادریصاحب مقدار یوم اور یروسلم مین شروع حکومت اسلام کا زمانہ تو ثابت ہوگیا اب سنیئے کہ باتفاق جمیع مورخین روم و انگلنڈ سنہ ۱۶ ہجری مین بیت المقدس کو مسلمانون نے فتح کیا تہا چنانچہ فانڈر صاحب بہی میزان الحق مطبوعہ ۱۸۵۰ع کے صفحہ ۲۲۸ باب ۳ فصل ۵ مین یہی لکہتے ہین اور اب سنہ ۱۲۹۱ ہجری ہین یس بحساب سال قمری کہ یہی عمل درآمد سب انبیاء علیہم السلام اور مصنف مکاشفات کا بہی تہا ۱۲۷۵ برس تسلط اسلام کو یروسلم مین گذر چکے ہین اور پادریصاحب کی پیش گوئی سے دس برس زیادہ کی نوبت آگئی اب دیکہین پادریصاحب اس قائل سے دنیا مین کسیکو منہ دکہاتے مین یا نہین کیونکہ دو طرح کی ندامت پادریصاحب کو اوٹہانی پڑی ایک تو یہ کہ سب لوگ ہنسینگے کہ کیا خوب تفسیر مکاشفات پادریصاحب نے لکہی اور دوسرے یہ کہ پیشن گوئی ایسی کی جو کہنے سے دس برس پیشتر ہی باطل ہوچکی تہی اب کسی بات مین ۱۲۶۰ کا حلف پادریصاحب اوٹہائین اور بارہ سو ساٹہہ گواہ اپنے دعوے پر لائین تب بہی ۱۲۶۰ برس تک لوگ اونکی بات کا یقین نکرینگے اگر پادریصاحب حیلہ کرینگے کہ ۱۲۶۰ دنکا سال مین نے تجویز کیا تہا تو جاہل ہی اونہین قائل کردینگے کہ جس کتاب کی تفسیر آپ نے لکہی ہے اوسکا مصنف جس قسم کے سال مانتا تہا آپکو اوسیکے

بموجب تفسیر لکھنے کے سوا اور کیا منصب ہے یہ کیونکر ہوسکے کہ مصنف قمری سال لکھوا
اور کوئی سال نجانتا ہو اور آپ اوسیکے قول کی شرح مین اون برسونکا شمسی یا کچہہ
اور حساب لگائین تو اس سے ثابت ہوا کہ مصنف کے قول کا آپ کچہہ مطلب ہی نہین
سمجہے یا مصنف کی عبارت مین آپنے اصلاح دی یا اوسمین صریح معنوی تحریف کی
دیکھو مفتاح الکتاب مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء کے صفحہ ۵ مین وہ مشہور اور جہاندیدہ پادری
میتہر صاحب جنکی چھپوائی ہوئی بیبل اردو مع رفرنس مطبوعہ مرزاپور تمام ہندوستان میں
مروج ہے. لکھتے ہین کہ عبرانی لوگون مین مہینونکا شمار انگریزون کے طور پر نہین مگر قمری شمار
ہوتا تہا چنانچہ اونکے مہینے باری باری ۲۹ و ۳۰ روز کے ہوتے تہے انتہے یہان سے
ظاہر ہے کہ دینی باتون مین اونکا حساب صرف قمری سال پر منحصر تہا علاوہ اسکے پادری
صاحب نے خود چند اقسام جو مقدار دن کے بیان کئے اونمین سے بارہ ۱۲ گہنٹے اور چوبیس ۲۴
گہنٹے سے تو کچہہ غرض ہی نہین ہے کیونکہ گہنٹون کے حساب سے ۱۲۶۰ برس کو علاقہ
کیا ہے باقی رہے تین اقسام اور جو آپنے فرمائی یعنی ایک برس کے برابر اور ہزار برس
کے برابر اور اس سے بہی بہت زیادہ پس ان تینون قسمون مین سے پچہلی دو قسمونکو
پہلی دونون قسمون کی مانند سمجہنا چاہئیے ہو الاول ہو الآخر یعنی بارہ لاکہہ ساٹہہ ہزار برس یا
اوس سے بہت زیادہ کا کون انتظار کرسکتا ہے یہ تو بت پرستون کے حساب سے بہی بڑہ گیا کیونکہ وہ بہی ابہی
دنیا کی مدت لاکہون برس باقی نہین جانتے ہین صرف ایک ہی حساب یعنی ہر دن
ایک برس پادری صاحب کی تجویز کے بموجب قابل اعتبار رہا اور اوس حساب سے دس برس
گذرے ہین کہ پادری صاحب کا جہوٹ بارہ سو ساٹہہ دفعہ جانچکر لوگون نے معلوم کرلیا
اس ۱۲۶۰ یوم کا تعین متفرق بیانون کے ساتہہ اس کتاب کے مکاشفات مین باربار آیا ہے
دیکھو ۱۱ باب ۳ اور ۱۲ باب ۶ اور ۱۳ باب ۵ اب فرصت نہین کہ پادری صاحب کے آیندہ غلطیونکو
مفصل بیان کرون اسلیئے اختصار عبارت سے مجہے چارہ نہین ہے —

(**صفحہ ۷۴**) مکاشفات ۱۱ باب ۶ کی تفسیر مین پادری صاحب لکھتے ہین کہ شاید یہ دونون (یعنی حضرت موسیٰؑ و حضرت الیاسؑ) آوین اور ۱۲۶۰ دن تک پہر کام کرین بعد اوسکی یہ ہو کہ وہ حیوان جو اتھاہ کنوین سے نکلتا ہے اونسے لڑے اور اونکو مار ڈالے انتہے **اقول** یہان پادری صاحب نے کچھہ نہ بتایا کہ وہ حیوان کون ہے کیونکہ یہ وہ حیوان نہین ہے جو سمندر سے اوٹھا اور نہ وہ جو زمین سے اوٹھا جنکا ذکر مکاشفات ۱۳ باب ۱ و ۱۱ مین ہے

(**صفحہ ۷۷**) مکاشفات ۱۱ باب ۱۹ کی تفسیر مین پادری صاحب فرماتے ہین کہ ۱۱ باب ۱۲ باب سے باہر والے مضمون شروع ہوتے ہین اور یہ سب مضامین پہر اوپر سے شروع ہونگے یعنی پہلی ترتیب تمام ہوئی اب دوسری ترتیب پہر اوپر سے ہوتی ہے انتہی **اقول** یعنے مصنف مکاشفات نے جو رویا مین کوئی کتاب اندر باہر سے لکھی ہوئی دیکھی تہی اوسکے اندر کے مضمون تمام ہوئے اب اوسکے باہر کے مضامین پہر اوسی گذشتہ زمانہ سے شروع ہوتے ہین اور یہ عجیب بات ہے کہ قیامت تک کے حالات بیان کرکے اب پہر دوسری تیسری صدی عیسوی سے شروع کیا گیا کیا ہر کتاب اندر باہر سے لکھی نہین ہوتی ہے پہر سب کتابونمین یہ ترتیب کبہی نہین سنی کہ ابتدا سے قیامت تک کا حال بیان کرکے پہر ابتدا سے شروع کرین اور پادری صاحب تو لکھتے ہین کہ یہ کتاب مکاشفات وہی کتاب ہے جسکا ذکرہ باب مین ہے پس اس کتاب کے اندر والے مضمونونکو باہر والے مضمونون سے کیون جدا نہین کرسکتے اور مکاشفات مین کہان لکھا ہے کہ اندر والے مضمون ہوچکے اب ۱۲ باب سے باہر والے مضامین ہین مطلب کہ جب آیندہ تفسیر مین پادری صاحب کی عقل نے کام نکیا تب پہر پچہلی باتین بیان کرکے اپنی قائلی شاہی ـــ

(**صفحہ ۸۰**) مکاشفات ۱۲ باب ۵ اور وہ فرزند نرینہ جنی جو لوہے کے عصا سے سب قومون پر حکومت کریگا اور اوسکا لڑکا خدا اور اوسکے تخت کے آگے اوٹھا لیا گیا **تفسیر** یعنی اگرچہ شیطان بہت زور ماریگا تو بہی وہ لڑکا پیدا ہوگا جو نر اور بہادر ہوگا

اور قوی اور مضبوط حکومت کریگا اور تخت الٰہی کے آگے درجہ مقبولیت کا پاویگا اس
پیشن گوئی کے بموجب قسطنطین بادشاہ نے بڑی بہاری سی بادشاہت کیے ۔ بت پرستی
کو وہان سے مٹا دیا الخ **اقول** ہر وقت مجھے یاد آیا کہ یہی پادریصاحب مفسر
اپنی کتاب تحقیق الایمان مطبوعہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۸۶ مین فرماتے ہین کہ محمد صاحب کی
سلطنت کا عصا لوہے کی مجازی تلوار تھی انتہے پس پادریصاحب کے اس قول مندرجہ
تحقیق الایمان اور مکاشفات ۱۲ باب پر سم اوسکی تفسیر کے غور کرکے معلوم کرلینا چاہیئے
کہ کسکے حال سے ان باتونکو زیادہ مطابقت ہے اور اسکے بعد چھٹی آیت کی تفسیر مین ۱۲۶۰
یوم کے جو تاویل پادریصاحب نے مسیحی جماعت کیطرف منسوب کرکے لکھی ہے وہی
اسلامی جماعت کیواسطے بہی ہوسکتی ہے ۔

(**صفحہ ۸۸**) مکاشفات ۱۳ باب ۵ اور بیالیس مہینے تک لڑائی کرنیکو اوسی اختیار
دیاگیا انتہے **اقول** پادریصاحب تفسیر مین لکھتے ہین کہ ۴۲ مہینے ۔ ۱۲۶۰ یوم یعنی
برس کا مطلب ہے کہ اتنے عرصے تک کلیسیا کو دنیا مین دکھہ اوٹھانا اور حیوان سے
لڑنا ضرور ہے مگر کوئی نہین جانتا کہ اس تعداد کی ابتدا کب سے ہے اور یوم کی مقدار
کیا ہے صرف اتنا جانتے ہین کہ اس تعداد پر انبیائے سابق بہی متفق ہین انتہے
مگر پادریصاحب نے یہ کچھہ نہ لکھا کہ اس تعداد پر انبیائے سابق کے متفق ہونے کے
دلیل کیا ہے کیا یہ تفسیر پادریصاحب نے لکھی ہے یا صرف بیوقوفی ظاہر کرنا منظور تھا
یہانسے یہی معلوم ہوا کہ جب بارت یعنی ۱۲۶۰ یوم کا ذکر بار بار اس کتاب مین آیا ہے
جب اوسکی خاص غرض کو پادریصاحب بیان کرسکے بلکہ اس بیان سے صاف اپنے
عجز کا بہی اقرار کردیا تو تفسیر کا کیون حوصلہ کیا ۔

(**صفحہ ۹۰**) مکاشفات ۱۳ باب ۱۰ جو تلوار سے قتل کرتا ہے سو ضرور ہے کہ تلوار
ہی سے قتل کیا جاوے الخ **تفسیر** یعنی اوس حیوان کے وسیلے قید اور تلوار ہی مقدسون پر

پہیل جاویگی

چل جاویگی الخ **اقول** آیت مین تو ایک فقط عدہ مترہ مذکور ہی مگر پادری صاحب کے فہم پر آفرین ہے جو
اوسی ایک خاص خبر آئیندہ ٹہراتے ہین ۔

(صفحہ ۹۱) مکاشفات باب ۱۳ آیت ۱۸ حیوان کا عدد گن جا کیونکہ وہ انسان کا عدد ہی اور اوسکا عدد ۶۶۶
ہی انتہی **تفسیر** قوم خیروت ۔ پاپا صاحب سے نکلی تہی وہی لوگ فریب سے تقیہ کرتے تہے ۔ اور پاپا صاحب کے
مخالفون کو دریافت کرکے یا تو مطیع بناتے یا قتل کرواتے گویا پاپا صاحب مین جان ڈالتے تہے یہ لفظ لیتینس
جو پاپا صاحب پر صادق آتا ہی اوسکے عدد ۶۶۶ مین الخ **اقول** اسی باب کی ۱۴ آیت مین لکہا ہی کہ اوسی صورت
کے دکہانیکی قدرت دی گئی (دیکہو یہی تفسیر صفحہ ۹۰) **یعنے** خدا نے اوسی فقط بخشی پہر فریب بازی کیونکر ہوئی
۶۶۶ عدد سے جو نام پادری صاحب نے تجویز کیا ہے اوسکے سوا ایک ور نام ہی کا پایا جاتا ہی **یہی لوتہر**

(صفحہ ۹۵) مکاشفات باب ۱۴ آیت ۸ اور اوسکے پیچہے ایک دوسرا فرشتہ آیا اور بولا گر پڑا گر پڑا بابل وہ
بڑا شہر الخ **تفسیر** اس عہد کے بعد شہر روم جسکا لقب بابل ہی یعنی پاپا صاحب کا دار السلطنت ہے
برباد ہوجاویگا یہ پیشین گوئی ابہی پوری نہین ہوئی الخ **اقول** کئی سال ہوئی کہ بادشاہ اٹلی نے روم میں تسلط کرلیا اور پاپا صاحب
کا اختیار بالکل اوٹہا دیا پہر کیون پیشین گوئی پوری نہین ہوئی اس سے ظاہر ہی کہ اسنا ہین وہی خبر صحیح ہی کہ حضرت امام مہدی آخر الزمان
کے عہد مین شہر پناہ روم تکبیر کی آواز سے گرائی جائینگے واضح ہو کہ یہی مضمون ۱۸ باب مین بہی ہے ۔

(صفحہ ۹۹) مکاشفات ۱۹ باب کے تفسیر مین پادری صاحب فرماتے ہین کہ ہمارا خداوند مسیح لوگون کے
گناہونکے وسیلے شہر کے باہر مارا گیا اگر کوئی دلیل وسکی یہ وکالت کہ اوسنے ہمارے لئے اپنی جان دی قبول
کری تو لایق ہی کہ وہ خود شہر کے باہر مارا جاوے انتہے **اقول** یہ اولٹی بات ہے کیونکہ جو حضرت مسیح مارے جانے
کا عقیدہ رکہتا ہے چاہیئے کہ بطریق مسنون وہ بہی مارا جاوے مگر جو اونکے زندہ رہنے کا عقیدہ رکہتا ہی چاہیئے کہ وہ
زندہ رہے ۔

(صفحہ ۱۰۱) مکاشفات باب ۱۹ چار جاندار الخ **اقول** معترض ان جانداروں کا مطلب جانتا ہے کہ وہ کون ہین ۔

(صفحہ ۱۰۵) مکاشفات باب ۲۰ آیت ۴ کی تفسیر پادری صاحب لکہتے ہین کہ شہدا ابلیس سے اور حیلوں پاپا صاحب
حیوتانی محمدی جسکا ذکر باب ۹ مین آچکا مطلب یہ ہے کہ ان تینون مضمون کی تعلیم دیگئی ہے جو لوگ اونکی پیروی کرتے ہین

اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیت صرف عیسائیونکے حق مین ہے تو پس حضرت عیسیٰ ع آ کر عیسائیونکو قتل کرینگے یا مسلمانونکو اور نہ صرف یہی بلکہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اوس دن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہین کی اور تیرے نام سے بہتیری کرامات ظاہر نہین کین اوس وقت مین اونسے صاف کہونگا کہ مین تمسے کبھی واقف نتہا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو (متی ۷ باب ۲۱-۲۳) تفسیر اسکات مین لکھا ہے اسجگہ آسمان کی بادشاہت سے مراد ہی جماعت مومنین یعنی اصلی کلیسیا اور جو نجات اوس کلیسیا مین ورثہ سے ملتی ہے یعنی بہشت انتہی اور باقی مطلب تو انکا صاف ہے یعنی حضرت عیسیٰ کو خداوند خداوند کہنے والے یعنی انہین خدا سمجھنے والے نہ در اصل عیسائی ہین اور نہ بہشت مین داخل ہونگے اگرچہ وہ اوس وقت عرض کرینگے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت یعنی وعظ نہین کیا تب بہی حضرت عیسیٰ اونسے صاف کہدینگے کہ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔

(**صفحہ ۱۲۶**) مکاشفات ۲۰ باب کی تفسیر مین پادری صاحب فرماتے ہین کہ صرف شیطان چہوٹنیکا نہ حیوان اور جہوٹا نبی وہ تو قید ہو چکے اب اونکی مخلصی نہین ہے انتہی **اقول** تمام ہی آدم کی گمراہی کا سبب شیطان ہی مگر پادری صاحبنے شیطان کو حیوان اور جہوٹے نبی سے شرارت مین کم سمجہا ہے اوسکی مخلصی اور ان دونون کی قید کا یقین کر گئے حالانکہ آیت مین کچہہ اسکا ذکر نہین ہے۔

(**صفحہ ۱۲۸**) مکاشفات ۲۱ باب کی تفسیر مین پادری صاحب لکہتے ہین کہ یہ شہر مقدس نیا یروسلم۔ یہ سب آنیوالے مضمون بطور مجاز تشبیہ و استعارہ اور کنایہ سے مذکور ہین ورنہ حقیقت مین وہ ایک مقدسون کی بڑی جماعت ہے الخ **اقول** مگر آئندہ تیسری آیت مین ہے کہ خدا کا خیمہ آدمیون کے ساتہہ ہے الخ اگر اس سے جماعت مقدسین مراد ہے تو یہ خیمہ کن آدمیونکے ساتہہ ہوگا۔

(**صفحہ ۱۳۰**) مکاشفات ۲۱ باب اور بزرگ شہر یروشلم کو آسمان پرسے خدا کے پاس سے اوترتے دیکہا انتہی **تفسیر** یعنی پہر مجہے فرشتہ نے خدا کے کلیسیا کو دکہایا الخ **اقول** یہی ۲۱ باب مین بہی دیکہا تہا پہر دوسری بار دیکہنے کی وجہ تو کچہہ بہی پادری صاحبنے نہ لکہی وہی تہا فقرہ ۱۱ باب ۱۹

اور ۱۵ باب میں ہے وہ بھی رفع نہو نگا اور ایسی اختلافات مکاشفات میں بکثرت ہیں ۔

(صفحہ ۱۴۰) مکاشفات ۲۱ باب ۱۳ پورب کو تین دروازے اوتر کو تین دروازے دکھن کو تین دروازے اور پچھم کو تین دروازے انتہی **تفسیر** دنیا کے ہر چار سمت رعایت تثلیث مقدس تین تین دروازے کھلے ہوئے ہیں الخ **اقول** گر چار سمت میں تثلیث مقدس کی رعایت کیوں نہوی

(صفحہ ۱۴۲) مکاشفات ۲۲ باب ۱۵ کتے اور جادوگر اور حرامکار اور خونی اور بت پرست اور ہر کوئی جو جھوٹ کو چاہتا ہے اور بولتا ہے باہر ہے انتہی **تفسیر** یعنی یہ چھ قسم کے لوگ وس مقدس شہر میں (یعنی آسمانی یروسلم یا بہشت میں) داخل نہونگے جنکی فہرست یہ ہے اول کتے یعنی ڈرنے والے لوگ اور بے ایمان اور نفرتی بموجب ۲۱ باب کے ان تین صفتوں والوں کو کتوں سے تعبیر کیا ہے ۔ دوئم جادوگر لوگ سیوم حرامکار لوگ چہارم خونی پنجم بت پرست ششم جھوٹ بولنے والے انتہی **اقول** کتوں سے ڈرنیوالے اور نفرتی وغیرہ مراد ٹھہری مگر جادوگر اور خونی اور بت پرست و حرامکار وغیرہ سے کچھ تعبیر نہ کی گئی واہ پادری صاحب ۔ مگر اب بھی مطلب حاصل ہے کہ جب نفرتی وغیرہ کتوں سے تشبیہ دئے گئے تو خود کتے کہانتک یا وہ نفرت کے لایق ہونگے ۔ اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا والآخرۃ وتقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

خاتمہ بخاتمہ بالخیر

مولوی سراج الدین طالد پادری عماد الدین مفسر مکاشفات مولوی خیر الدین برادر بزرگ مفسر موصوف ۔

مولوی سراج الدین صاحب کا عیسائی مذہب ترک کرکے لاہور میں مسلمان ہونا اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۱۰ ستمبر [illegible] صفحہ [illegible] میں مطبوع ہوا تھا اور مولوی خیر الدین صاحب عیسائی کا امرتسر میں ۱۶ جنوری کا مسلمان ہونا کوہ نور لاہور مطبوعہ ۲۴ جنوری گذشتہ ۱ صفحہ ۸ ۔ نمبر ۴ جلد ۲۶ اور پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۲۳ جنوری گذشتہ صفحہ ۱ نمبر ۴ جلد ۱۰ میں مطبوع ہوا چونکہ ان دونوں صاحبوں میں سے دونوں عیسائی مذہب ترک کرکے اسلام قبول کیا پس پادری عماد الدین صاحب کی حق میں حجت اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے مگر انہوں نے بھی ثابت کیا کہ تثلیث میں صرف توحید اصل ہے

تاریخ مصنفہ مولوی سید محمد نصرت علی صاحب متخلص قدر ہر چہ مقبولیست تاریخ ہے [illegible]

حسب تجویز اہالی انجمن اسلامی دہلی باہتمام سید محمد نصرت علی سکرٹری طبع شد